امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 4 رجب المرجب 1436ھ بمطابق مئی 2015ء شمارہ 3

"عزم" بلند عزائم کے ساتھ

نئے آپریشن "عزم" کے بارے مرکزی شوری امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

کمونیسٹ لوگوں کو کیوں اہم وزارتیں دی جاتی ہیں؟

ہلمند کے بعد غزنی میں بھی دشمن پسپا

اشرف غنی کا حالیہ دورہ امریکا

کاسہ لیس مفکر--!!

خیبر کا اختتام اور عزم کا آغاز

پروان اور کاپیسا کے دو صوبوں میں بگرام کے علاوہ کہیں بھی خارجی جارحیت پسند موجود نہیں ہیں۔

پروان کے جہادی ذمہ دار مولوی محمد نسیم مشفق سے گفتگو

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن عقبة بن عامر رضی اللہ عنه قال بينا انا آسيرَمع رسول اللہ ﷺ بين الجحفة والابواء اذغَشِيَتْنَا ريحٌ وظلمةٌ شديدةٌ فجعل رسول اللہ ﷺ يَتَعَوَّذُ بِاعُوذبربِّ الفلق واعوذبربِّ النّاس ويقول ياعقبةُ تَعَوَّذْبهما فما تعوَّذَمُتَعَوِّذٌ بمثلهما [رواه ابوداؤد]

سیدناعقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ جحفہ اورابواء کے درمیان [یہ دونوں مدینہ اور مکہ کے درمیان دو مشہور مقامات ہیں] اچانک سخت آندھی آگئی اور سخت اندھیری چھاگئی، رسول اللہ ﷺ معوذتین پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے لگے اور مجھ سے ارشاد فرمانے لگے: عقبہ! تم بھی یہ دوسورتیں پڑھ کر اللہ کی پناہ لو۔ اس لئے کہ کسی پناہ مانگنے والے نے ان کے مثل پناہ نہیں لی۔[یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ لینے کے لئے کوئی دعاایسی نہیں جوان دوسورتوں کے مثل ہو، اس خصوصیت میں یہ بے مثل اور بے مثال ہیں]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی مصیبت اور خطرے کاسامنا ہو تو معوذتین پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ لینی چاہئے۔ اس سے بہتر بلکہ اس جیسا بھی کوئی تعوذ نہیں ہے۔

فرمان امیرالمومنین ملامحمد عُمر مجاہد حفظہ اللہ

امارت اسلامیہ کے بہادر مجاہدین!

یہ آپ کا دینی اور قومی فریضہ ہے کہ لوگوں کو آرام پہنچانے اور ان کی دل جوئی کی کوشش کریں۔ غرور و تکبر کے ساتھ، کسی شرعی دلیل کے بغیر طاقت اور اسلحے کا استعمال، عوام کو دھمکانا، ڈرانا اور ایذا پہنچانا، ان کے جان مال اور عزت کو نقصان پہنچانا بہت بڑا جرم ہے جس کے ارتکاب پر دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی احتساب کا سامنا ہوگا۔ لوگوں کے ساتھ آپ کا رویہ اچھے اخلاق، تحمل، عاجزی، ایثار اور دوطرفہ احترام پر مبنی ہونا چاہیے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالی کے فیصلے ہماری شکل وصورت پر نہیں بلکہ ہمارے دلوں اور اعمال پر ہوتے ہیں۔

مجاہدین امارت اسلامیہ کے مفتوحہ علاقوں میں انصاف اور امن کے قیام کے لیے بھرپور مخلصانہ جد وجہد کریں۔ چوروں اور ڈاکوؤں کا خاتمہ کریں اور عوام کو سکون کی فضا مہیا کریں۔

جہادی کارروائیوں کے دوران عوام کی جان ومال کا پورا خیال رکھیں تاکہ خدا نہ کرے انہیں کوئی نقصان پہنچے۔ عوامی نقصانات کی روک تھام کے لیے قائم شعبہ اپنی ذمہ داریوں پر پوری طرح توجہ دے تاکہ عوامی نقصانات کا مکمل خاتمہ ہوسکے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ
شریعت

جلد 4 رجب المرجب 1436 بمطابق مئی 2015ء شمارہ 3

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات وواقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس درون

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	"عزم" بلند عزائم کے ساتھ	2
2	نئے آپریشن "عزم" کے بارے مرکزی شوری امارت اسلامیہ کا اعلامیہ	3
3	خیبر کا اختتام اور عزم کا آغاز	5
4	افغان جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک	7
5	اشرف غنی کا اپنی فوج پر عدم اعتماد	8
6	اشرف غنی کا حالیہ دورہ امریکہ	9
7	اسلامی شعائر کی توہین سے مغرب اپنے اہداف حاصل کر پائے گا؟	10
8	غلام اپنے آقا کی چوکھٹ پر	13
9	ہلمند کے بعد غزنی میں بھی دشمن پسپا	14
10	اسلامی جدوجہد کے طریقے	16
11	اسلامی شعائر کی اہانت کے اشتعال انگیز واقعات	17
12	کمونیسٹ لوگوں کو کیوں اہم وزارتیں دی جاتی ہیں؟	19
13	کاسہ لیس مفکر۔۔۔!!	20
14	ملک میں امریکی افواج برقرار رکھنے کے نتائج	22
15	پروان کے جہادی ذمہ دار مولوی محمد نسیم مشفق سے گفتگو	23
16	طالبان کی کارروائیاں اور چند حقائق	26
17	امارت اسلامیہ افغانستان، شعبہ تعلیم وتربیت	28
18	ایک بنیادی فرق	31
19	دلوں کا سکوں ہم نے حاصل کیا ہے	32
20	2070 تک اسلام دنیا کا سب سے زیادہ مذہب بن کر ابھرے گا	34
21	جنگی جرائم [مارچ 2015]	35
22	افغانستان مارچ 2015	36
23	افغان فورسز اپنا قبلہ درست کریں	43
24	جمادی الاولی کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول	44

مدیر اعلی
ولید افغان

نائب مدیر
شمس ابدالی

مجلس مشاورت
ملا اسد افغان
ہارون بلخی
اکرم تاشفین
محمد فرہاد جانباز
سیف العادل احرار

ڈیزائننگ
مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ: 30 روپے
سالانہ زر تعاون: 350 روپے

سالانہ زر تعاون

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک۔۔۔۔۔۔40 ڈالر
سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات۔۔۔۔۔۔30 ڈالر
بنگلہ دیش۔۔۔۔۔۔28 ڈالر

www.shahamat-urdu.com
shariatmagazine@yahoo.com
www.twitter.com/shariatmagazine
www.facebook.com/shariatmagazine

مدیر اعلیٰ

"عزم" بلند عزائم کے ساتھ

ویسے تو جب سے افغانستان کی سرزمین پر بیرونی غاصبوں نے اپنے ناپاک قدم رکھے ہیں تب سے آج تک جب بھی بہار کا موسم آیا ہے اور افغانستان کے ٹھنڈے جنگل اور یخ بستہ پہاڑ مجاہدین کے ٹھہرنے اور راتیں بسر کرنے کے قابل ہو گئے ہیں تو امارت اسلامیہ نے اسلام، اہل اسلام اور وطن عزیز کو غاصبوں کے خونی پنجوں سے آزاد کرانے کے لئے نئے عزم، ولولے، جوش و جذبے، نئی حکمت عملی اور نئے نام کے ساتھ بہار آپریشن تشکیل دے کر اپنے پاکیزہ خون سے شجر اسلام کو سینچا ہے جس کی گواہی سرزمین افغانستان کا ہر درخت، پتھر، پہاڑ، اور صحرا دے رہا ہے۔

لیکن اس بار فیصلہ کیا گیا ہے کہ یہ آپریشن سابقہ تمام آپریشنز سے ممتاز اور تاریخ ساز ہو، اسی لئے اس آپریشن کو "عزم" کے مبارک نام سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ اس سے ایک طرف پوری دنیا میں فرزندان اسلام کے لئے خوشخبری ہے تو دوسری طرف بزدل دشمن کے لئے یہ پیغام بھی ہے کہ اب کے بار مسلم نوجوان اس بلند اور مضبوط "عزم" کے ساتھ میدان میں کود پڑے ہیں کہ اس بار غاصبوں کے دائمی فوجی اڈے، انٹیلیجنس اور ڈپلومیٹک مراکز، کٹھ پتلی ادارے کی وزارت دفاع و داخلہ کے دفاتر پر سخت اور تابڑ توڑ حملے کئے جائیں گے، پوری توجہ اسی جانب مرکوز رکھی جائے گی اور مورال باختہ دشمن پر حملوں میں تیزی لائی جائے گی۔

"عزم" کے آغاز پر عزم کیا گیا ہے کہ اعلیٰ قیادت کے حکم کے مطابق اس بار ملک میں جہاں کہیں بھی دشمن کے خلاف کارروائی کرنی ہو تو اس میں انتہائی عرق ریزی سے کام لیا جائے گا، عوام الناس کے جان و مال کی حفاظت مد نظر رکھی جائے گی اور جس نے بھی دشمن کے خلاف کارروائی میں عوام کے جان و مال کی حفاظت میں کوتاہی کی اور اس طرف پوری توجہ نہ دی تو اسے شرعی اصولوں کے مطابق سزا دی جائے گی۔

اس عزم کے ساتھ کہ امارت اسلامیہ کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے رفاہ عامہ، مساجد، مدارس، سکولز، کالجز، ہسپتال وغیرہ جیسے اداروں کو ہدف نہیں بنایا جائے گا اگرچہ اس میں دشمن کو جانی و مالی نقصان پہنچنے کی توقع کیوں نہ ہو۔

اس عزم کے ساتھ کہ دشمن اور ہدف کی تعیین میں شرعی اصول اور امارت اسلامیہ کی پالیسی ہی اصل مرجع ہو گی۔ کسی کو بھی اس بات کی اجازت نہ ہو گی کہ وہ اپنی ذاتی رائے، دلی خواہش اور افراطی فکر نافذ کر سکے۔

اس عزم کے ساتھ کہ واحد قیادت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی امارت میں اپنے جہادی امور کو آگے بڑھایا جائے گا۔ کسی کو بھی مجاہدین کی وحدت کو منتشر کرنے، جہادی صفوں کو توڑنے اور مجاہدین کے درمیان افتراق و انتشار پیدا کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور اس قسم کی باتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا تاکہ مجاہدین دشمن کی سازش اور مکاریوں کا شکار نہ ہوں، مجاہدین ایک دوسرے کے خلاف استعمال نہ ہوں اور وطن عزیز میں وہ حالات رونما نہ ہوں جو روس کی شکست کے بعد کابل میں تنظیمی لڑائیوں کی وجہ سے رونما ہوئے تھے۔ جن میں ہزاروں بے گناہ اہل وطن جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔

اس عزم کے ساتھ کہ جن اہداف و مقاصد کے حصول کے لئے جہاد شروع کیا ہے ان کے حصول سے پہلے ہتھیار نہیں ڈالا جائے گا۔ اعلیٰ مقاصد و اہداف پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا، اگر کوئی بہ نیت خیر ہمارے لئے کوئی قدم اٹھاتا ہے تو دل سے اس کی قدر کی جائے گی لیکن کسی کو یہ اجازت نہیں کہ وہ ہمیں اپنے اہداف و مقاصد سے ہٹانے کی کوشش کرے۔

اس عزم کے ساتھ کہ دشمن کے سامنے سر خم نہیں کیا جائے گا، دشمن کے مادی وسائل کی وجہ سے پیچھے نہیں ہٹیں گے، شکست خوردہ دشمن کی ملمع سازیوں میں آئیں گے اور نہ ہی اس طرف کوئی توجہ دیں گے بلکہ اپنا جہادی سفر ہر حال میں جاری رکھیں گے۔

اس عزم کے ساتھ کہ اب جبکہ دشمن کی بڑی شکست اور مجاہدین کی بڑی اور شاندار فتح کے دن قریب ہیں اپنی اولوالعزمی کی صفت پر قائم رہنے کی کوشش کی جائے گی جی ہاں! یہی مجاہدین جو دین و ملت کی دفاع و تحفظ کی خاطر بے سروسامانی کے عالم میں امریکا کی سرپرستی میں 48 مغربی ممالک کے بڑے اتحاد کے مقابلے کے لئے میدان میں کود پڑے اور پھر 14 برس تک انتہائی استقامت اور پامردی کے ساتھ دشمن سے لڑتے رہے، دشمن کی جدید ٹیکنالوجی اور جدید وسائل سے ڈرے اور نہ ہی ان کی سازشوں اور مکاریوں کا شکار ہوئے تا آنکہ دشمن کو دم دبا کر بھاگنے پر مجبور کیا۔ تو جب ہجرتوں، شہادتوں، قید و بند کی صعوبتوں اور مشکلات و تکالیف سے بھرپور 14 سالہ طویل دورانیہ بھی انہیں اپنے اہداف و مقاصد سے سر مو ہٹا نہ سکا تو واقعی یہ اس قابل ہیں کہ انہیں "اولوالعزم" کے لقب سے نوازا جائے۔ بلاشبہ یہ لوگ اولوالعزم تھے، اولوالعزم ہیں اور پورا عالم اسلام مطمئن رہے کہ ان شاء اللہ اولوالعزم رہیں گے اور خود سے وابستہ پورے عالم اسلام کی امیدوں کو پورا کر کے دکھائیں گے۔

نئے آپریشن "عزم" کے بارے مرکزی شوری امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

عزم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالی:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (39) الانفال

مسلمان بھائیو اور مجاہد عوام!

افغانستان میں برسرپیکار مجاہدین کے 13 سالہ جہاد کی بدولت امریکا کی سرپرستی میں استعماری صلیبی قوتیں افغانستان سے اپنی قابض افواج کا بڑا حصہ نکالنے پر مجبور ہوگئیں ہیں۔ اگرچہ جارحیت پسندوں نے افغانستان میں عسکری مہم ختم کرنے کا اعلان کر دیا ہے، لیکن عملی طور پر انہوں نے سیکورٹی معاہدے کے تحت افغان سرزمین اور فضا پر اپنا تسلط قائم کر رکھا ہے۔ اسی طرح سیاست، میڈیا، ثقافت، تعلیم اور دیگر محاذوں پر حسب سابق منافقانہ پروپیگنڈوں کی جارحانہ مہم جاری رکھی ہے۔ اب بھی نام نہاد سیکورٹی معاہدے کے تحت قابض افواج عوام کے خلاف ڈرون حملے جاری رکھنے اور رات گئے ظالمانہ آپریشن کرنے کی مہم میں پیش پیش ہیں۔ بلکہ کٹھ پتلی حکومت کے جنگی سسٹم کے تمام تر اختیارات بھی اُن ہی کے پاس ہیں۔ تاہم ہمارے عوام بیرونی تسلط اور پروپیگنڈے کو سمجھنے میں بہتر سوچ کے حامل ہیں۔ وہ ملک پر قبضے کی ظاہری اور پوشیدہ مہمات سے اچھی طرح واقف ہیں۔ جارحیت پسند قوتیں اپنی اس سازش میں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکیں گی کہ جنگ کی شکل تبدیل کرکے افغان اہل اسلام کو جہاد جیسے مقدس عمل سے روک لیں۔ اگر استعماری قوتیں چاہتی ہیں کہ اس پریشان کُن جنگ سے چھٹکارا حاصل کریں تو جلد از جلد اپنی تمام بقیہ افواج، جاسوسی اور خصوصی عسکری آلات افغانستان سے نکال لیں۔ اس کے علاوہ اپنا تمام جنگی وسیاسی میکنزم ختم کرکے ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت اور تسلط ختم کریں۔

اس لیے کہ وطن مکمل طور پر بیرونی تسلط سے آزاد ہو اور اس سرزمین پر اسلامی حکومت کا قیام ممکن ہو۔ امارت اسلامیہ اس عزم کا اعادہ کرتی ہے کہ قابض افواج اور ان کے حواریوں کے خلاف جہاد جاری رکھا جائے گا۔

اس سلسلے میں امارت اسلامیہ افغانستان کی جانب سے "عزم" نام سے موسم بہار کی آمد کے موقع پر ملکی سطح پر جمعہ 5 رجب المرجب 1436 ہجری بمطابق 24 اپریل 2015ء کی صبح پانچ بجے "اللہ اکبر" کے نعروں کی گونج میں آپریشن شروع کیا جائے گا۔

آپریشن کا نام "عزم" اور رجب کی پانچویں تاریخ کا انتخاب اس لیے کیا گیا ہے کہ "عزم" مضبوط ارادے کو کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے جن مخصوص پیغمبروں کو دشمن سے مقابلے کے لیے استقامت دی ہے، انہیں اولوالعزم پیغمبر قرار دیا گیا ہے۔ (فاصبر كما صبر أولو العزم من الرسل... الایۃ: الاحقاف 35) اسی طرح اللہ تعالی نے نیک کام کے بارے میں مشورہ کرنے کے بعد عزم اور توکل کی ہدایت فرمائی ہے۔ (فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ۔ آل عمران:159)

امید ہے کہ اللہ تعالی ان آپریشنز کے سلسلے میں کفر اور فسق کے خلاف مسلمان عوام کا جہادی عزم مزید مضبوط فرمائیں گے۔ جیسے "عزم" نام سے آپریشن شروع کرنے کے لیے پانچ رجب کی تاریخ کا انتخاب کیا گیا ہے، اور

یہ دن ہجرت کے 15 ویں سال یرموک کے معرکے میں مسلمانوں کی شان دار فتح اور کافروں کی عبرت ناک شکست کی تاریخی اہمیت کی حامل ہے، اسی طرح ہمیں اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ رواں سال کا آپریشن بھی ملک پر قابض افواج کے خلاف مؤثر ثابت ہوگا۔

"عزم آپریشن" امارت اسلامیہ کی قیادت، ماہرین عسکریت اور تجربہ کار ساتھیوں نے باہمی مشاورت سے طے کیا ہے، جس کا پہلا ہدف قابض افواج، بالخصوص جارحیت پسندوں کے مستقل فوجی اڈے، جاسوسی اور سفارتی مراکز سمیت کٹھ پتلی حکام، اُن کے فوجی اجتماعات اور خصوصاً جاسوسی، وزارتِ داخلہ اور دفاع کے حکام اور دیگر شر پسند شخصیات ہوں گی۔ حسب سابق آپریشن عزم میں جدید عسکری تجربوں سے کام لیا جائے گا۔ دشمن کو نیست و نابود کرنے والے فدائی حملے کیے جائیں گے۔ دشمن کی صفوں کے اندر سے حملے ہوں گے۔ اس کے بڑے اور محفوظ ٹھکانے بھاری اسلحے اور طویل رینج والے مزائل سے نشانہ بنائے جائیں گے۔ اسی طرح اسلام مخالف زخمی فوجیوں کو مزید تڑپانے کے لیے براہ راست حملے ہوں گے۔ شہروں میں چھپے دشمن کو کاری ضرب لگانے جیسے اقدامات عزم آپریشن کے اہم نکات میں شامل ہیں۔

عزم آپریشن کے سلسلے میں مجاہدین ملک کے کونے کونے میں اپنی منصوبہ بندی سے ایک مکمل عسکری میکنزم تشکیل دیں گے۔ عوامی جان و مال کی حفاظت کے لیے مؤثر اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ جو مجاہدین دورانِ آپریشن عوامی جان و مال کی حفاظت میں غفلت کا مظاہرہ کر کے اُن کی پریشانی اور ہلاکت کا سبب بنیں گے، انہیں شرعی اصول اور جہادی دستور کے مطابق قانون کا سامنا کرنا ہوگا۔ اسی طرح امارت اسلامیہ افغانستان کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی ہے کہ دینی اور تعلیمی ادارے، جیسے مساجد، مدارس، اسکولز، یونی ورسٹیز سمیت مراکزِ صحت جیسے کلینک، ہسپتال اور مفادِ عامہ کے منصوبے زَد میں نہیں لائے جاتے۔

امارت اسلامیہ کی قیادت اپنے مسلمان مجاہد عوام سے یہ امید رکھتی ہے کہ وہ اس مقدس آپریشن کی کامیابی کے لیے حسب سابق اپنے مجاہد بھائیوں سے ہر ممکن تعاون کریں گے۔ اسی طرح دشمن کے فوجی اجتماعات اور اڈوں سے دُور رہیں گے، تاکہ انہیں نقصان نہ پہنچے۔ امارت اسلامیہ شرعی نظام کی روشنی میں عوامی مشکلات دور کرنے پر توجہ مرکوز رکھے ہوئے ہے۔ موجودہ حالات میں جو مفیدِ عام رفاہی ادارے اور مخیّر حضرات عوام سے تعاون کریں گے، ہم اُن کے ساتھ شریعت کی روشنی میں اپنے دستور کے مطابق تعاون کریں گے۔

دعوت دیتے ہیں کہ افغانستان کی اسلامی روایات برقرار رکھنے کے لیے دشمن سے علیحدہ ہو کر اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ کھڑے ہو جائیں۔ مجاہدین ان کے ساتھ یہ تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں کہ وہ دشمن کی صف سے الگ ہونے والوں کو تحفظ اور امن کی ضمانت دیں گے۔

آخر میں تمام بہادر مجاہدین کو اس طرف متوجہ کیا جاتا ہے کہ جہاد ایک عبادت ہے، جس میں نیت کو ٹھیک کرنا بنیادی معاملہ ہے۔ جہاد کا مقصد عہدہ، شہرت، مالِ غنیمت یا کوئی اَور دنیاوی مفاد کا حصول نہیں ہوتا، بلکہ یہ صرف اعلائے کلمۃ اللہ کی جدوجہد ہے۔ شرعی قوانین، جہادی اصول و آداب اور امارت اسلامیہ کے دستور پر پابندی سے عمل کرنا ضروری ہے۔ اپنے بڑوں کی اطاعت کریں۔ عوام کو اپنے جسم کا حصہ سمجھیں۔ ان کی عزت کریں۔ آپس میں بھائیوں کی طرح رہیں۔ دشمن کے پروپیگنڈے پر کان نہ دھریں۔ مشکلات پر صبر کریں اور صرف اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مسلمان عوام کے تعاون پر اعتماد کریں۔ (وإن تصبروا وتتقوا فإن ذلك من عزم الأمور، آل عمران:186)

والسلام

مرکزی شوریٰ امارت اسلامیہ افغانستان

خیبر کا اختتام اور

عزم کا آغاز

ہارون بلخی

اگر تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو بڑے سے بڑا کارنامہ سر انجام دینے والی شخصیات وقتی طور پر کسی نہ کسی مسئلہ کا شکار نظر آتی ہیں لیکن ان کی ہمت، حوصلہ، محنت اور مسلسل جدوجہد آخر کار انہیں کامیابی اور کامرانی سے سرشار کر دیتی ہے اور ان کی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ ان کے عزم مصمم کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی۔

ہر عاقل اور بالغ انسان بخوبی جانتا ہے کہ طالبان کون اور کس طرح برسراقتدار آئے۔ لیکن یہ ایک الگ بحث ہے، جس پر کتابیں لکھی جاچکی ہیں، مگر ایک حقیقت جس سے آج کل کوئی شخص بھی چشم پوشی نہیں کرسکتا، وہ ہے وطن عزیز کا قبضہ۔

جب امریکہ اور نیٹو نے ۴۸ ترقی یافتہ اور جدید ٹیکنالوجی سے لیس ممالک کے ہمراہ افغانستان کی سرزمین پر ۷/ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو حملہ کیا اور وقت کے حکمران امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے حکمت عملی کے تحت عقب نشینی کرلی، تو مجاہدین نے آہستہ آہستہ اپنے صفوف کو دوبارہ منظم کر کے جارح دشمن پر حملوں کا سلسلہ شروع کیا۔ اس دوران مجاہدین نے آپریشنز کے مختلف نام رکھے، مثلا عبرت، نصرت، البدر، الخالد، خیبر وغیرہ، جو نام کے اعتبار ہی سے دشمن کے لیے جانی ومالی نقصانات کے سبب بنتے رہے اور ان مبارک آپریشنوں کے دوران ہزاروں استعماری فوجیں ہلاک وزخمی اور اکثریت عمر بھر کے لیے معذور ہوگئے۔

گذشتہ سال (۱۳/ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ بمطابق ۱۲/ مئی ۲۰۱۴ء) امارت اسلامیہ کی قیادت نے غزوہ خیبر کی فتوحات کو مدنظر رکھتے ہوئے "خیبر" کے نام جہادی آپریشن آغاز کیا، جو ۰۳ / رجب المرجب ۱۴۳۶ھ بمطابق ۲۳ / اپریل ۲۰۱۵ء تک شدت سے جاری رہا۔ خیبر آپریشن کے نتائج کی جس طرح توقع کی جارہی تھی، اس سے زیادہ بڑھ کر نکلے، جس کے نتیجے میں ملک کے بیشتر علاقوں سے غیر ملکی افواج پسپائی اختیار کرنے پر مجبور ہوئے، متعدد اضلاع مجاہدین نے فتح کرڈالے، ہزاروں نام نہاد افغان سیکورٹی، پولیس، انٹیلی جنس سروس اہلکار اور نام نہاد قومی لشکر کے جنگجو ہلاک و زخمی ہوئیں، سینکڑوں فوجی ٹینک، گاڑیاں اور دیگر فوجی وسائط تباہ ہوئیں، متعدد اعلی فوجی و سویلین حکام لقمہ اجل بن گئے، بے شمار فوجی، پولیس اور جنگجو بھگوڑے بن گئے اور سینکڑوں کی تعداد میں سیکورٹی فورسز نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔

خیبر جہادی آپریشن نے دشمن کا جینا حرام کردیا، فدائین نے ان پر شب خون مارا، انہیں اپنے ہی مراکز، دفاتر اور قیام گاہوں میں نشانہ بنایا، دشمن کے صفوف میں موجود مجاہدین کے رابطہ اہلکاروں نے بے اعتمادی کی فضا قائم کی تھی، کابل انتظامیہ کے اہلکار ایک دوسرے کو شک کی نگاہ سے دیکھتے اور ساتھ ساتھ رابطہ اہلکاروں کے حملوں میں استعماری افواج کے اعلی فوجی اور سویلین حکام بھی مارے گئے۔ مجاہدین نے مختلف حکمت عملیوں سے دشمن کے صفوف میں دراڑیں ڈالیں، انہیں بے چینی اور اضطراب میں مبتلا کیا، ڈالروں کے بل بوتے پر چلنے والی کابل انتظامیہ کی انٹیلیجنس سروس نے مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے نام نہاد پارلیمنٹ کے سامنے ناامیدی کے سائے میں انٹیلی جنس ڈائریکٹر نے اعتراف کیا، کہ مجاہدین ہم سے کئی گنا زیادہ منظم اور طاقتور ہیں اور کابل شہر کے قرب وجوار میں موجود ہیں، وہ (مجاہدین) جدید ٹیکنالوجی سے لیس ہیں، لیکن اس کے برعکس ہمارے وہ وسائل نہیں ہیں، جن سے مجاہدین کا مقابلہ کیا جاسکے۔

خیبر جہادی آپریشن کے دوران دشمن کو ان نقصانات کا سامنا ہوا، جن کا ازالہ کسی صورت میں بھی ممکن نہیں ہے، مغرب سے درآمدہ استعماری ایجنٹ ملک لوٹنے میں مصروف ہیں، ان کے خاندان مغربی ممالک میں پرتعیش زندگیاں گزار رہے ہیں، ایک سال کے دوران اربوں ڈالر کو ملک سے باہر منتقل کیا جاچکا ہے، ہر عہدیدار بینک بیلنس اور بیرون ممالک میں جائیداد خریدنے کی فکر میں ہے، حتی کہ دوہری انتظامیہ کے بڑے کلرک اشرف غنی کا بیٹا اور بیٹی بھی امریکہ میں مقیم ہیں اور وہ

افغانستان آنے کے لیے کسی صورت میں تیار نہیں ہیں، کیونکہ مجاہدین کے خوفناک حملوں سے ڈرتے ہیں، یا افغانستان میں قیام اپنے لیے عار سمجھتے ہیں، جب کسی ملک کے حکمران کی اولاد بیرون ملک رہائش پذیر ہوں، تو اس سرزمین کے باسیوں کا اللہ ہی حافظ۔

الغرض خیبر جہادی آپریشن کا اختتام اللہ تعالی کی نصرت سے کامیابی و کامرانی سے ہوا اور اس کی جگہ مبارک "عزم" نامی آپریشن نے لی۔ اسی سلسلے میں امارت اسلامیہ نے امسال ۰۵ / رجب المرجب ۱۴۳۶ھ بمطابق ۲۴ / اپریل ۲۰۱۵ء کو "عزم" کے مبارک نام جہادی آپریشن کا آغاز کیا، جو نہایت تیزی سے جاری ہے، جس میں اب تک سینکڑوں سیکورٹی اہلکار ہلاک وزخمی ہونے کے علاوہ مجاہدین نے وسیع علاقوں، فوجی مراکز اور چوکیوں پر قبضہ جمانے کے علاوہ دشمن کے بکتر بند ٹینکوں، گاڑیوں اور ہلکے و بھاری ہتھیاروں کو بھی بطور غنیمت حاصل کرلیا ہے۔

مجاہدین کے خونریز اور مسلسل حملوں نے دشمن میں بے چینی کی فضاء قائم کررکھی ہے، کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے عہدیداروں کی متضاد بیانات سامنے آرہے ہیں، اسی سلسلے میں مشت نمونہ خروار کے طور پر صوبہ قندوز کے گورنر عمر صافی کی اس گھبراہٹ سے اہل وطن بخوبی واقف ہوں گے جو ایک ٹی وی اینکر کو انٹرویو دیتے ہوئے ان کے چہرے سے عیاں تھی۔ اینکر نے سوال کیا کہ کہ مجاہدین شہر سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر مورچہ زن ہیں اور آس پاس شدید لڑائی جاری ہے، اس بارے میں آپ نے کیا منصوبہ بندی کررکھی ہے ؟ تو جناب وزیر صاحب شدید گھبراہٹ اور پریشانی کے عالم میں جواب دیتے ہیں کہ پانچ کلومیٹر نہیں بلکہ چھ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، یعنی ڈر کے مارے ان کے لیے ایک کلومیٹر بھی غنیمت ہے، جس کے ذریعے جناب صافی حواس باختہ سیکورٹی اہلکاروں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، جو قابل حیرت ہے۔

عزم مبارک جہادی آپریشن کے آغاز سے تادم تحریر مجاہدین نے قندوز، بغلان، سرپل، فاریاب، بدخشان، ننگرہار، فراہ، ہلمند، بادغیس، غور اور دیگر صوبوں میں پیش قدمی کی ہے، جس میں اب تک مجاہدین نے دشمن کی درجنوں چوکیوں، فوجی مراکز اور اسٹریٹیجک علاقوں کا کنٹرول حاصل کرلیا ہے۔ سینکڑوں سیکورٹی اہلکاروں کو ہلاکتوں سامنا ہوا ہے، جبکہ متعدد گرفتار اور درجنوں نے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔

عزم آپریشن اللہ تعالی کی نصرت اور باعزم سرفروشوں کی جانب سے ملک کے طول و عرض میں جاری ہے، جس میں صرف تین دن کے دوران سینکڑوں سیکورٹی، پولیس، انٹلی جنس اہلکار اور نام نہاد قومی لشکر کے جنگجو ہلاک یا زخمی ہونے کے علاوہ سات اعلی عہدیدار اور کمانڈر بھی مارے جاچکے ہیں۔ جن میں صوبہ روزگان کے پولیس چیف کمانڈر گلاب، روزگان ہی میں کابل بینک کے مینجر معلم جبار خان۔ صوبہ ہلمند میں کمانڈر جانگی، کمانڈر عابد، کمانڈر ننگیال اور کمانڈر زین الدین اور صوبہ ہرات میں کمانڈر حمید شامل ہیں۔

اگر ایک جانب مجاہدین نے امریکی وزیر خارجہ جان کیری کے ہاتھوں بنائی جانے والی دوہری انتظامیہ کا تختہ الٹنے کے لیے عملی قدم اٹھایا ہے، تو دوسری طرف صدارتی محل کے دو حکمران! اور ان سے منسلک میڈیا نے شتر مرغ کی پالیسی اختیار کرلی ہے۔ انہوں نے مجاہدین کی پیشرفت کے مقابلے میں صرف اتنا کہا ہے کہ اپنی آنکھیں بند رکھ کر تصور کرو کہ حالات بالکل سازگار ہیں اور کسی قسم کا کوئی مسئلہ درپیش نہیں۔

میڈیا نے جسے واقعات کی انعکاس کا آئینہ تصور کیا جاتا ہے، مجاہدین کے تمام حملوں کے بارے میں مخالف پالیسی اپنائی ہے۔ روزمرہ کارروائیوں کے متعلق، شکست و کامیابی کے بارے میں عوام کو حقیقت بتانے سے قاصر ہے۔

زرخرید اور غلام میڈیا جتنا بھی حقائق سے چشم پوشی کرے، ان شاء اللہ مجاہدین پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑیگا، کیونکہ سرفروش جہادی جذبے سے سرشار ملکی قبضے کے خاتمے کے لیے سروں پر کفن باندھ چکے ہیں، اللہ تعالی کی نصرت اور عوامی حمایت سے فیض یاب ہیں، فتوحات کا سلسلہ روز بروز بڑھتا جارہا ہے، دشمن کی صفوں میں بھگدڑ مچ گیا ہے، عنقریب ان شاء اللہ استعماری افواج کا ملک سے مکمل طور پر خاتمہ ہوکر یہاں افغانوں کی دیرینہ خواہش اسلامی نظام کا نفاذ عمل میں آیگا۔

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب!
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

☆☆☆

افغان جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک

تحریر: میوند سادات

نئی مخلوط حکومت کے قیام کے بعد افغانستان کی جیلوں میں قیدیوں پر تشدد کے واقعات میں اضافہ ہوا، اگرچہ مخلوط حکومت کے سربراہ اشرف غنی نے اقتدار سنبھالتے ہی پل چرخی جیل کا دورہ کیا اور قیدیوں کو یقین دلایا کہ ان پر تشدد کا سلسلہ بند کر دیا جائے گا، جو لوگ بغیر جرم اور ثبوت کے پکڑے گئے ہیں یا جن کی رہائی کی مدت پوری ہو چکی ہے انہیں جلد رہا کر دیا جائے گا، لیکن اشرف غنی نے عوام اور قیدیوں کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک اختیار کرنے اور ان پر بہیمانہ مظالم ڈھانے کے واقعات میں اضافہ ہوا۔

چند روز قبل پل چرخی جیل میں ایک قیدی جس کی قید کی مدت تین سال قبل پوری ہو چکی تھی، حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گیا، وہ جیل کے اندر ڈپریشن میں مبتلا تھا، اس کے علاج و معالجے پر کسی نے غور کیا اور نہ ہی اس کی رہائی کا انتظام کیا گیا۔

نیمروز میں قیدیوں پر جسمانی تشدد کے علاوہ ان کو روحانی تکلیف پہنچانے کی خاطر جیل انتظامیہ نے قرآن پاک کی توہین کی، اس دوران قیدیوں اور انتظامیہ کے درمیان جھڑپ ہوئی، جس کے نتیجے میں جانبین کو جانی نقصان پہنچا۔

اسی طرح شبرغان جیل میں فورسز نے فائرنگ کرکے پانچ قیدیوں کو شہید اور 16 کو زخمی کر دیا، افغان حکام چاہتے تھے کہ شبرغان جیل کے قیدیوں میں سے 150 قیدیوں کو بگرام منتقل کریں، قیدیوں نے مزاحمت کی جس پر فورسز نے نہتے قیدیوں پر اندھا دھند فائرنگ کی جس کے نتیجے میں یہ دلخراش واقعہ پیش آیا۔

گزشتہ ماہ افغانستان میں اقوام متحدہ کے ادارے [یوناما] نے بھی افغان جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک اختیار کرنے کے حوالے سے ایک رپورٹ شائع کی، جس کے مطابق قیدیوں سے تفتیش کے دوران انتہائی بھیانک ہتھکنڈے استعمال گئے، تفتیش کے طریقوں میں "دائر بورڈنگ "طمانچے مارنے، بجلی کا کرنٹ دینے اور لکڑی سے مارنے کے ذریعے حکام اپنی مرضی کے مطابق قیدیوں کو اقرار کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔

یوناما نے سنہ 2013 اور 2014 کے دوران افغان جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کے واقعات میں اضافہ کی تحقیقات کرکے ایک رپورٹ مرتب کی، جس میں 28 صوبوں میں سات سو نوے قیدیوں سے انٹرویو کیا گیا ہے۔

رپورٹ کے مطابق 105 قیدی معصوم بچوں میں سے 24 بچوں کے ساتھ انتہائی گھناونا عمل اختیار کیا گیا ہے، اگرچہ یوناما نے سابقہ حکومت سے موجودہ دور میں جیلوں کی حالت نسبتاً کچھ بہتر قرار دیا ہے تاہم کرزئی کے دور حکومت کے آخری سال میں بگرام جیل سے قیدیوں کو پل چرخی جیل منتقل کیا گیا تھا، اشرف غنی کی حکومت میں ایک بار پھر انہیں بگرام جیل منتقل کر دیا گیا۔

پل چرخی جیل میں قیدیوں سے ان کے رشتہ دار ملاقات کر سکتے تھے اور قیدی بھی جیل انتظامیہ کو اپنی زبان میں سمجھا سکتے تھے، اسی طرح بگرام جیل سے پل چرخی جیل اس لحاظ سے بھی بہتر تھا کہ یہاں پر قیدیوں کے لئے کچھ دینی اور ثقافتی سرگرمیوں کی آزادی تھی۔ لیکن بگرام جیل منتقل کرنے سے قیدیوں کی آزادی ایک بار پھر سلب ہو گئی اور وہ تمام انسانی حقوق سے محروم رہ گئے۔

انسانی حقوق کی تنظیموں کو چاہیے کہ وہ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک روا رکھنے کے خلاف آواز اٹھائیں تاکہ جیل حکام اور حکومت مجبور ہو کر قیدیوں کو انسانی حقوق دیدیں کیونکہ جینوا کنونشن کے مطابق امریکہ اور افغانستان دونوں پابند ہیں کہ وہ قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کا رویہ ترک کریں۔

اشرف غنی کا اپنی فوج پر عدم اعتماد

موسیٰ فرہاد

میڈیا پر چونکہ زور و شور سے یہ پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ افغانستان اب ایک طاقتور فوج، پولیس، قومی ملیشیا اور مختلف مسلح سیکیورٹی اہلکاروں کی فوج ظفر موج کا مالک ہے۔ اس لئے افغانستان اب ایک خود مختار ملک بن چکا ہے۔ جس کو کسی دوسرے ملک کے امداد کی کوئی ضروورت نہیں۔ افغانستان اب خود کفیل ہے، لیکن اشرف غنی جسے امریکا نے مسند اقتدار پر بٹھایا اپنی فوج پر اعتماد کھو چکے ہیں اور کئی بار مندرجہ ذیل طور پر اس کا برملا اظہار کرچکے ہیں:

1۔ 2009 میں جب امریکی جارحیت پسندوں نے اعلان کیا کہ جارحیت کے گیارہویں سال امریکا اپنا جنگی مشن اپنی تربیت یافتہ افغان فوج کے سپرد کررہا ہے۔ اور امریکا اب افغانستان سے نکل رہا ہے۔ ایک بڑے پروجیکٹ کے تحت اس کام کا آغاز کیا گیا، اپنی طرف سے اس وقت کے ایک امریکی فوجی جو (The Joint Afghan-NATO Inteqal Board for transition (JANIB)) کے کمانڈر تھے کو نمائندہ مقرر کیا اور افغانستان کی طرف سے اشرف غنی نمائندہ کے طور سامنے آئے، تاکہ انخلاء کے منصوبے کو عملی جامہ پہنایا جاسکے۔ ایک مرتبہ اس سلسلے میں اقدامات کا آغاز کردیا گیا تھا، جس کے بارے میں امریکی جنرل کا کہنا تھا:

This is a good time, that NATO will transfer its responsibilities to the Afghan National Army. We hope that ANA will eventually succeed in their task. But Ashrafghani has responsible for this transition. He has no confidence in the Afghan army.

یہ ایک اچھا موقع ہے کہ نیٹو اپنی ذمہ داریاں افغان فوج کے حوالے کرے، ہمیں امید ہے کہ وہ اس تبدیلی کو اہم ذمہ داری سمجھیں گے اور افغان فوج اپنی مشن میں کامیاب ہوگی۔ لیکن اشرف غنی کو اپنی فوج پر اعتماد نہیں۔

یعنی اشرف غنی جو اس وقت انتقالِ اقتدار پروجیکٹ کے سربراہ تھے بھی افغان فوج پر اعتماد نہیں رکھتے تھے کہ وہ واقعی ایک فوج ہے اور اسے فوج کا نام دیا جاسکتا ہے۔

2۔ 2014 میں جب جان کیری نے عبداللہ اور غنی کو اقتدار کی کرسی پر بٹھایا اسی دن سیکورٹی معاہدے کے نام پر افغانستان میں امریکا کے دائمی جنگی اڈوں کے دستاویز پر دستخط کرلئے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ غیر ملکی افواج افغانستان چھوڑ کر چلے جائیں اور وہ صرف اور صرف مجاہدین کے رحم و کرم پر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو۔

3۔ 2015 کو جب اشرف غنی پاکستان کے دورے پر گئے تو پاکستانی فوج سے مطالبہ کیا کہ وہ ہماری فوج کو جنگی ٹریننگ دیں۔ جسے پاکستان نے منظور کرلیا۔ کچھ عرصہ بعد افغان فوج کے ایک وفد کو فوجی ٹریننگ کی غرض سے پاکستان بھیج دیا گیا۔ جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ وہ ٹریننگ جو امریکی آقاؤں نے انہیں دی ہے وہ بالکل غیر مفید ہے۔ اور پاکستان کی دی ہوئی ٹریننگ سے شاید اشرف غنی کو کچھ اطمینان حاصل ہو۔

4۔ 2015 کو جب دونوں افغانی سربراہان "ع، غ" امریکا کے دورے پر گئے وہاں اپنے آقاؤں کی خوب آؤ بھگت کی۔ افغانستان کیلئے امریکی فوجیوں کی قربانیوں کو بہت سراہا گیا۔ اور امریکی فوج سے مطالبہ کیا کہ ہمیں اکیلا نہ چھوڑیں اور اپنی فوج افغانستان سے نہ نکالیں۔ کانگریس ارکان نے بھی ان کی اس غلامانہ گفتگو پر خوب تالیاں بجائیں اور افغانستان میں محدود تعداد میں فوج باقی رکھنے کی تائید کی۔ جس کے مطابق کم سے کم 10 ہزار فوجی تاحکم ثانی افغانستان میں موجود رہیں گے۔ مذکورہ حقائق کو دیکھتے ہوئے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیوں اشرف غنی اپنی فوج پر عدم اعتماد کا شکار ہے؟

مبصرین اس کی دو وجوہات بیان کرتے ہیں:

1۔ پہلی یہ کہ اشرف غنی چونکہ امریکی شہریت کا حامل افغانی ہے اسی لئے انہیں افغانستان کے مفاد سے زیادہ امریکا کا مفاد زیادہ عزیز ہے وہ نہیں چاہتے کہ امریکا مکمل طور پر افغانستان سے نکل جائے، چاہے ان کی موجودگی افغانستان کیلئے کتنی ہی خطرناک کیوں نہ ہو، لیکن اشرف غنی کو اس کی کوئی پرواہ نہیں وہ تو بس اپنی اور اپنے حامیوں کے مفاد کیلئے امریکا کی موجودگی کو ضروری سمجھتا ہے۔

2۔ دوسری وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہیں کہ ہوسکتا ہے اشرف غنی نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے یہ سمجھ لیا ہو کہ جارح قوتوں کے سائے تلے تربیت حاصل کرنے والی فوج کس کام کی؟ کیسی اپنی حفاظت کرے گی، اور کیسے لوگوں کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب ہوگی؟ کس طرح ایک محب وطن فوج کی طرح ملک کی محافظ ہوگی؟ وہ فوج جو ملک کے طول و عرض سے غیر تعلیم یافتہ، مختلف نشوں میں مبتلا جرائم پیشہ افراد کا گروہ ڈالروں کی چمک دمک دیکھ کر اس فوج میں شامل ہوئے ہیں اور اتنی ایمرجنسی میں انہیں تربیت فراہم کی گئی ہے کہ یہاں وردی پہنی وہاں انہیں بندوق فراہم کی گئی تاکہ امریکی مراکز کی حفاظت پر انھیں مامور کیا جاسکے۔ یہ کسی صورت میں بھی قابلِ اعتماد فوج نہیں بلکہ یہ جارحیت پسندوں کے ڈالروں پر پلنے والا غنڈوں کا ایک گروہ ہے، جیسے ہی امریکہ ڈالرز کی آمد بند ہوجائے گی یہ تہس نہس ہوجائیں گے۔

ہوسکتا ہے کہ مذکورہ دو وجوہات کی بنا پر اشرف غنی اپنی فوج کے بارے میں بدگمانی کا شکار ہوں اسی لئے ساڑھے تین لاکھ افغان فورسز پر وہ 10 ہزار امریکی فوجیوں کو فوقیت دیتے ہیں۔ خوف اور ڈر کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

اشرف غنی کا حالیہ دورہ امریکا

تحریر: شاہد غزنیوال

مغربی تجزیہ نگاروں نے اشرف غنی کے دورے پر مختلف تبصرے کئے ہیں۔ کسی نے یہ دورہ کابل اور واشنگٹن کے درمیان رابطے بحال کرنے اور کامیاب دورے سے تعبیر کیا جبکہ کسی نے اسے اوباما کی جانب سے افغان حکومت کو سہارا دینے کی کوشش قرار دیا۔

تین بڑے امریکی سیاستدانوں اور تجزیہ نگاروں جیمز ڈوبینز(James Dobbins)، افغانستان اور پاکستان کے لئے اوباما کے سابق ایلچی ریبیکا زیمرمان(S. Rebecca Zimmerman) اور افغانستان اور مشرق وسطی کے امور کے تجزیہ نگار جاسون کمبل (Jason H. Campbell) نے اشرف غنی کے دورے پر اپنا نقطہ نظر کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔

راند خبر رساں ادارے(http://www.rand.org) نے ان تینوں سے اشرف غنی کے دورے کے بارے میں انٹرویو کیا جنہوں نے اپنا اظہار خیال بیان کیا وہ آپ کے سامنے پیش کریں گے۔

سوال: اشرف غنی کا دورہ امریکہ کامیاب رہا یا یہ ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش تھی؟

زیمرمان: میں سمجھتا ہوں کہ واشنگٹن افغان مخلوط حکومت کی کابینہ کی عدم تکمیل اور حکومتی امور خوش اسلوبی سے چلانے میں ناکامی پر ناخوش نظر آتا ہے، اس دورے کے دوران اوباما اپنے اتحادی اشرف غنی سے ان ناکامیوں کا ذکر ضرور کریں گے جو گزشتہ چھ ماہ سے وہ ان کو دور کرنے میں ناکام رہا ہے۔

اگرچہ اشرف غنی وائٹ ہاوس سے اضافی تعاون بالخصوص مالی امداد کا مطالبہ کریں گے تاہم امریکہ افغانستان کے ساتھ آئندہ غیر مشروط طور پر تعاون نہیں کرے گا بلکہ حکومتی امور میں اصلاحات لانے اور کرپشن ختم کرنے کی شرط پر تعاون کرے گا۔

جیمز ڈوبینز: اس دورے کے دوران اوباما نے مخلوط حکومت کے سربراہ اشرف غنی اور عبداللہ عبداللہ پر دباو ڈالا کہ وہ آپس کے اختلافات کو ختم کرکے ناقص کابینہ کو پورا کریں اور حکومتی معاملات کو خوش اسلوبی سے پایہ تکمیل تک پہنچائیں لیکن اب تک ان کے پاس کامیابی کی کوئی ایسی مثال نہیں ہے جو ملاقات میں اوباما کے سامنے پیش کریں۔

جاسون کمبل: مخلوط حکومت کے سربراہوں کو معلوم ہے کہ ان کی کامیابی اور ناکامی کا دارومدار واشنگٹن پر ہے، ان کے پاس کارکردگی کی کوئی ایسی مثال نہیں ہے جو اوباما کے سامنے وہ بطور مثال پیش کرسکیں۔

اوباما اور دیگر امریکی حکام سے ملاقاتوں میں اشرف غنی جو کچھ بیان کریں گے وہ مستقبل کے ایسے پروگرام ہوں گے جن سے ان پر عمل درآمد کرنے کی توقع نہیں کی جاسکتی ہے۔

بلاشبہ مخلوط حکومت کے دونوں سربراہوں کے لئے گزشتہ چھ ماہ کوتاہیوں اور ناکامیوں کے علاوہ کوئی قابل ذکر کارنامہ نہیں ہے جسے وہ بڑے فخر سے بیان کریں تاہم کوتاہیاں اور خامیاں اتنی زیادہ ہیں کہ جنہیں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً کابینہ کی عدم تکمیل، 31 صوبوں کے گورنروں کا عدم تقرر، بیرونی ممالک کے سفارتخانوں میں افغان سفیروں کی عدم موجودگی، ملک کے دارالحکومت اور صوبوں میں بدامنی کے واقعات میں اضافہ، قومی شاہراہوں پر مسافروں کا اغواء، خواتین پر تشدد کے واقعات میں اضافہ، کرپشن، غربت کی شرح میں اضافہ وغیرہ، موجودہ مخلوط حکومت کی ایسی تمام کمزوریاں اور کوتاہیاں عوام کے لئے ناقابل برداشت ہیں، گزشتہ چھ ماہ کے دوران موجودہ حکومت کی ان ناکامیوں کے علاوہ کوئی کارکردگی سامنے نہیں آئی۔ کانگریس میں اشرف غنی کے خطاب کو کیوں سراہا گیا؟

حکومت کے حامیوں اور امریکی حکام کی نظر میں دورے کی کامیابی کا راز یہ تھا کہ امریکی کانگریس میں اشرف غنی کے خطاب کے دوران امریکی سینیٹرز بار بار اٹھتے تھے اور تالیاں بجاتے تھے۔ لیکن یہ کوئی کارنامہ نہیں ہے کیونکہ یہ اشرف غنی کا ذاتی پروٹوکول تھا جو قوم کے زخموں کے لئے مداوا ثابت نہیں ہوسکتا۔

تجزیہ نگاروں کے مطابق کانگریس میں اشرف غنی کے خطاب کو سراہنے کے یہ عوامل کار فرما ہوسکتے ہیں:

پہلا یہ کہ اشرف غنی نے اپنے خطاب میں جو کچھ کہا وہ امریکیوں کے مفاد میں تھا۔ دوسرا یہ کہ کانگریس میں موجود سینیٹرز چاہتے تھے کہ اشرف غنی کا حوصلہ بلند کیا جائے۔ کیونکہ گزشتہ چھ ماہ کے دوران مسلسل ناکامیوں کے بعد اشرف غنی کا حوصلہ ٹوٹ گیا ہے، اس لئے کانگریس میں اس کے خطاب کے دوران انہیں داد دینے اور تالیاں بجانے سے ان کو حوصلہ دینا مقصد تھا تاکہ انہیں یہ اعتماد دیا جائے کہ وہ مستقبل میں کامیابی حاصل کرسکتا ہے اور وہ ملک کے حکمران ہیں اور انہوں نے مشکلات کے باجود ملک کا اقتدار سنبھالا ہے، اشرف غنی کو اس وقت واشنگٹن طلب کیا گیا جب ملک میں پہلے سے زیادہ بدامنی اور افراتفری ہے۔

حالیہ دنوں میں بدامنی کے واقعات میں اضافہ ہونا، قومی شاہراہوں پر مسافروں کو اغواء کرنا، خواتین پر تشدد کے واقعات میں سب سے دلسوز واقعہ فرخندہ کی شہادت کا سانحہ رونما ہونا اور سینکڑوں دیگر واقعات مخلوط حکومت کی ناکامی اور نااہلی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

اشرف غنی ایک جانب مخلوط حکومت کی مشکلات کے ہاتھوں محصور ہوچکا ہے اور دوسری جانب طالبان کے تابڑ توڑ حملوں کی وجہ سے شدید دباو کا شکار ہیں، ان حالات میں وہ امریکہ کی طرف دیکھ رہے ہیں اور ہر قسم مادی اور معنوی تعاون اور اطمینان کے محتاج ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں امریکہ طلب کیا گیا اور وہاں پر کانگریس کی جانب سے ان کا پرجوش استقبال کیا گیا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ملک اور عوام کے خلاف ایسے جرائم کا ارتکاب کیا ہے جنہیں تحسین پیش کرنے کے بجائے سخت سزا دینی چاہیے۔

حسن زیدی

اسلامی شعائر کی توہین سے مغرب اپنے اہداف حاصل کر پائے گا؟

7 جنوری کو فرانسیسی دارالحکومت پیرس میں چارلی ہیبڈو میگزین کے مرکزی دفتر پر 3 فرانسیسی نوجوانوں نے مسلح حملہ کیا۔ جس نے حال ہی میں ایک بار پھر اسلام کے عظیم الشان پیغمبر کی شان میں گستاخی کی اور گستاخانہ کارٹون شائع کیے۔

اس حملے میں 2 پولیس اہلکاروں سمیت 12 فرانسیسی ہلاک ہوئے ہیں، یہ حملہ گزشتہ 4 دہائیوں میں فرانس کی تاریخ کا سب سے خونریز حملہ قرار دیا گیا ہے۔

حسن اتفاق یہ تھا کہ حملے کے وقت میگزین کے دفتر میں اجلاس جاری تھا اور ہلاک ہونے والے افراد مستقبل قریب میں ایک بار پھر خاکے شائع کرنے کے لیے منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ اس دوران دو بھائی سعید اور شریف کواچی دفتر میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ داخل ہوتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ سب سے پہلے وہاں سیکیورٹی پر مامور دو پولیس اہلکاروں کو ہلاک کر ڈالا۔ اس کے بعد وہاں پر موجود ہر آدمی کا نام لے کر بہت آسانی سے میگزین ایڈیٹر سٹیفن کاربونیرو، کارٹونسٹ کابو، ٹیکنوس، دولنسکی اور برنارڈ مارس نامی صحافیوں کو ہلاک کر ڈالا۔ سب کو مارنے کے بعد اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور کہا کہ ہم نے اپنے نبی کی شان میں گستاخی کا بدلہ لے لیا۔ اس کے بعد دفتر سے نکلے۔ یہ دونوں اور باہر پہرے پر کھڑا ان کا تیسرا ساتھی گاڑی میں بیٹھ گئے اور وہاں سے صحیح سلامت نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔ اس پوری کارروائی میں صرف پانچ منٹ لگے۔ لیکن چونکہ یہ کارروائی فرانس جیسے ایک ملک میں ہوئی تھی اس لیے اتنے سے وقت میں پولیس بھی وہاں پہنچنے کامیاب ہوگئی اور انہیں گرفتار کرنے کی کوشش بھی کی۔ مگر پولیس کی وہ گاڑی جو ان کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہوگئی تھی اس پر ان حملہ آوروں نے فائرنگ کر دی جس سے گاڑی کا اگلا شیشہ چکنا چور ہو گیا اور گاڑی میں بیٹھے پولیس اہلکار شدید زخمی ہونے کی وجہ سے مزید ان کا تعاقب نہ کر سکے۔

سعید اور شریف کواچی دونوں بھائی ہیں۔ یہ دونوں عرب نژاد ہیں مگر ان کی پیدائش فرانس میں ہوئی ہے اور یہیں پلے بڑھے ہیں۔ یہیں پر انہوں نے تعلیم حاصل کی ہے

فرانس حکومت کا کہنا ہے کہ سیکیورٹی اداروں کی مسلسل تلاش کے نتیجے میں حملے کے 2 روز بعد سعید اور شریف دونوں کو ڈھونڈ لیا گیا اور دونوں سیکیورٹی اداروں کے اہلکاروں کے ساتھ مقابلے میں مارے گئے۔

بدنام زمانہ چارلی ہیبڈو میگزین 1970 میں شروع ہوا۔ اس کا مرکزی دفتر پیرس میں ہے۔ یہ کوئی علمی، ادبی، سیاسی یا مذہبی میگزین نہیں اس لیے اس کے قارئین کی تعداد بھی انتہائی کم ہے۔ یورپ میں ایک مخصوص طبقہ اسے پڑھتا ہے۔ اس کی سرکولیشن محض 60 ہزار تک ہے۔ من چلوں کا ایک گروپ اسے چلا رہا ہے۔ طنز و مزاح اور لوگوں کی تحقیر سے زیادہ اس میں کچھ شائع نہیں ہوتا۔ اپنی اشاعت کے آغاز سے اب تک یہ کئی نامور شخصیات کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کر چکا ہے۔ میگزین اسے نہ صرف اپنے اظہار رائے کی آزادی کا حق قرار دیتا ہے بلکہ اسے اپنے لیے باعث فخر قرار دیتا ہے۔ اس میگزین پر انہیں وجوہات کی بنا پر کئی بار پابندی بھی عائد کی گئی ہے اور اسے بند بھی کیا گیا ہے۔

یہ میگزین اس سے قبل 2002، 2011 اور 2013 میں عظیم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کارٹون شائع کر چکا ہے جس سے پوری دنیا کے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی۔ ہر بار دنیا کے کونے کونے سے مسلمانوں نے اس عمل کے خلاف اپنے غم وغصے کا اظہار کیا اور میگزین کے ایڈیٹر کو سزا دینے اور میگزین کو مکمل طور پر بند کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ فرانس سمیت پورے یورپ نے ہر بار تکبر سے کام لیا ہے اور مسلمانوں کے اس مطالبے پر کوئی توجہ نہیں دی۔ اس کا مطلب میگزین کو یورپ بھر کی خاموش سپورٹ حاصل تھی۔ اس لیے میگزین نے اپنے کیے پر کوئی پشیمانی ظاہر کی نہ مسلمانوں سے معافی مانگی۔ بلکہ میگزین ایڈیٹر اور کارٹونسٹ نے اپنے عمل کو بار بار دہرانے کا اعلان کیا۔ اس کے بعد بات میگزین کے دفتر پر فائرنگ اور بم حملوں تک بھی پہنچی مگر میگزین اس کے باوجود اپنے اس عمل سے دستبردار نہ ہوا۔ یہاں تک کہ میگزین کے خلاف جو کچھ ہونا تھا وہ سب ہو چکا۔

باوجود اس کے کہ یہ میگزین کوئی مشہور میگزین نہیں تھا۔ اور نہ ہی یہ واقعہ کوئی اتنا بڑا واقعہ تھا مگر مغرب کے لیے اپنی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی کم اہم نہیں ہوتی۔ اور جب حملہ آور بھی مسلمان تھے تو مسلمانوں کے خلاف اپنے اظہار یکجہتی، میگزین کے شیطانی عمل کی تائید اور اس پر ہونے والے حملے کی مذمت کے لیے پوری دنیا حرکت میں آگئی۔ امریکی صدر بارک اوبامہ سے لے کر جرمن چانسلر انجیلا مرکل اور برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون سے لے کر یورپی یونین کے سربراہ کلوڈیو نکر تک سب نے مذمت کا اظہار کر کے فرانس اور ہیڈو میگزین کے غم میں شرکت کی اور سب نے اسے اظہار رائے کی آزادی پر حملہ قرار دیا۔

اس حوالے سے پیرس میں بہت بڑا مظاہرہ ہوا جس میں مغربی میڈیا کے مطابق 3 ملین سے زیادہ افراد نے شرکت کی۔ {درحقیقت یہ جتنے بھی ہوں مگر ان سے کون پوچھتا ہے کہ 3 ملین تھے یا تین لاکھ؟} اور یہ پیرس کی تاریخ کا سب سے بڑا مظاہرہ تھا۔ برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون، جرمن چانسلر انجیلا مرکل، اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو، فلسطینی صدر محمود عباس، اردن کے بادشاہ شاہ عبداللہ دیگر مغربی ممالک سمیت کل 40 ممالک کے سربراہوں نے اس کی قیادت کی۔

یاد رہے کہ مظاہرے میں گستاخی کے لیے شائع کیے گئے خاکے بھی لائے گئے تھے۔ اسی لیے مراکش کے وزیر خارجہ نے اس مظاہرے میں شرکت سے انکار کر دیا۔

اسلام فرانس کا دوسرا بڑا مذہب ہے۔ یہاں سات ملین مسلمان رہتے ہیں۔ ان میں سے اکثریت کا تعلق مراکش، الجیریا، تیونس اور دیگر ان ممالک سے ہے جو کبھی فرانس کے مستعمرہ علاقے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اس ملک میں نو مسلموں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ کیوں کہ فرانس یورپ کا وہ ملک ہے جہاں اسلام بہت تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اس لیے دیگر مغربی ممالک ہمیشہ سے اس خدشے کا شکار ہیں کہ شاید چند عشرے بعد یہ ملک اسلامی ملک میں بدل جائے۔ کارٹونوں کی بار بار اشاعت کا بنیادی مقصد یہ بھی ہے کہ اسلام کے تیزی سے پھیلاو کا راستہ روکا جاسکے۔

مجموعی طور پر پورا مغرب اس وقت گذشتہ ایک عشرے سے اسلام کے خوف کا شکار ہے۔ اور اکثریت کو یہ یقین ہے کہ اسلام ان کے کلچر کے لیے بڑا خطرہ بن سکتا ہے۔ مغرب اس خوف کا اظہار کرتا ہے کہ اسلام کے اس سونامی کا اگر راستہ نہ روکا گیا تو یہ پورے مغرب کو اپنے ساتھ بہا کر لے جائے گا۔ اس لیے نئے نئے قوانین بنائے جاتے ہیں اور ہر وہ اقدام کیا جاتا ہے جس سے اسلام اور مسلمانوں کی پیش رفت کا راستہ روکا جاسکتا ہے۔

> سارا مغرب اور خصوصاً یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہبی رہنما یہ جانتے ہیں کہ کارٹون بنانا، مینار گرانا، حجاب پر پابندی اور قرآن کریم کے نسخے جلانے سے اسلام کی تیز ترین اشاعت کا راستہ نہیں روکا جاسکتا۔ اور نہ اس سے اسلام کی روشنی کا راستہ روکا جاسکتا ہے۔ ہمارے رب نے اسلام کے غلبے کا وعدہ کیا ہے۔ ابھی جب عالمی دنیا بے دینی سے تنگ آگئی ہے اس لیے اسلام کی جانب رجوع کا وقت آپہنچا ہے۔ کوئی چاہے یا نہ چاہے اسلام پوری دنیا پر غالب آکر رہے گا۔ ان شاء اللہ

ہم یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ یہ بات کسی حد تک ٹھیک بھی ہے جو پورے مغرب میں اب پھیل چکی ہے مگر بدقسمتی سے اس میں بہت زیادہ مبالغہ آرائی سے کام لیا جاتا ہے۔ کیوں کہ خوف پھیلانے والے کوئی اور نہیں یہودی ہیں۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد یہودیوں کی آبادی امریکا اور یورپی ممالک میں مسلمانوں سے زیادہ تھی، دوسری غیر مسلم اقوام کی طرح اب یہودی خواتین میں بھی کم بچوں یا دو بچوں کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ اس لیے یہودیوں کی نسل آہستہ آہستہ کم ہو رہی ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہودیت ایک غیر دعوتی مذہب ہے۔ یہودی ہندوؤں کی طرح کسی اور کو یہودی بننے کی دعوت نہیں دیتے۔ اور نہ وہ شخص یہودی بن سکتا ہے جس کے ماں باپ یہودی نہ ہوں۔ اس لیے یہودیو کی تعداد بڑھتی نہیں بلکہ کم ہوتی جاتی ہے۔ مگر اس کے برعکس امریکا اور یورپ میں رہنے والے مسلمان خاندانوں میں بچوں کی پیدائش کی شرح زیادہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اسلام ایک دعوتی دین ہے جو اسلام دشمنوں کی تمام سازشوں، کوششوں، مکر وفریب اور غلط پروپیگنڈے کے باوجود پوری تیزی سے امریکا اور یورپ بھر میں پھیل رہا ہے۔ اور بڑے پیمانے پر یہودیوں سمیت دیگر غیر مسلم بھی اس میں داخل ہو رہے ہیں۔

عوامی سروے کرنے والے امریکی ادارے گیلپ کے تحقیقاتی مرکز کی جانب سے 2008 میں شائع ہونے والے اعداد وشمار میں واضح طور پر بتایا گیا تھا کہ یہ دین دنیا میں دیگر تمام مذاہب سے زیادہ پھیلنے والا دین ہے۔ اس کے ساتھ یہ اعتراف بھی کیا گیا تھا کہ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے جتنی بھی کوششیں کی گئیں وہ سب ناکامی سے دوچار ہوئیں۔

اس کے ساتھ ساتھ مغرب میں مسلمانوں کی نسلیں بڑھ رہی ہیں اور بڑی تعداد میں لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ مغربی ممالک کی جانب مسلمانوں کی نقل مکانی بھی زیادہ ہے اس لیے بھی وہاں مسلمانوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔

مغرب میں مسلمانوں کے تیز رفتار اضافے اور اسلام کی تیز ترین اشاعت نے یہودیوں کو پریشان کر دیا ہے۔ اس لیے یہودی مغرب میں مسلمانوں کے خلاف مغربی عوام کی نفرت کو بڑھانے اور یورپ اور امریکا میں اسلام کا راستہ روکنے کے لیے ناپاک منصوبے مرتب کرتے ہیں۔ اور بہت چالاکی سے مغرب کے متعصب پوپوں اور سیکولر رہنماؤں کو اپنے ہدف کے حصول کے لیے بطور آلہ استعمال کرتے ہیں۔ دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے میڈیا ان کا بہت کامیاب اور آسان ذریعہ ہے۔ کیوں کہ میڈیا پر ان کا قبضہ ہے۔ اسی لیے دنیا کے کونے کونے میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم اور وحشتوں پر پردے ڈالے جاتے ہیں مگر اس کے برعکس اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہریلا اور منفی پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔

اسلام کو دنیا کے لیے پسماندہ، ترقی دشمن، ظالم اور ایسے دین کی طرح پیش کیا جاتا ہے جو اپنے ماننے والوں کو قتل و قتال اور لوگوں کو مارنے پر ابھارتا ہے۔ نہ کسی پر اسے رحم آتا ہے اور نہ انسانوں کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے اور نہ انسانیت کا احترام ہے اس مذہب میں۔

مغربی میڈیا جو یہ جانتا ہے کہ مسلمان اپنے پیغمبر، اپنی کتاب قرآن کریم اور اپنے دین سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ اس کی خاطر اپنی جانوں کی بھی پروا نہیں کرتے اس لیے منفی اور زہریلا پروپیگنڈے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس سے آگے بڑھ کر مسلمانوں کی دل آزاری اور ان کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے لیے اسلام، قرآن کریم اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کا ایسا غلیظ سلسلہ شروع کر دیا جس کا آخری سرا دور دور تک نظر نہیں آتا۔ حالیہ چارلی ہیبڈو کا واقعہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کا ردعمل بھی پوری دنیا نے دیکھ لیا ہے۔ خاکوں کا بنانا، حجاب پر پابندی، مساجد کے مینار گرانا، قرآن کریم کی بے حرمتی اور حال میں ایک بار پھر خاکوں کی اشاعت ان سارے اقدامات کے پیچھے یہودیوں کا ہاتھ ہے۔ جو اس ہدف کے حصول کے لیے انسانی حقوق کی حفاظت، انسانی مساوات اور انسانی عقائد، مذاہب اور عظیم شخصیات کا احترام کے سارے دعوے بھول جاتے ہیں۔

مگر سوال یہ ہے کہ کیا یہودی اور متعصب پادری اپنے ان مقاصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اسلام اور مسلمانوں کی تیز ترین اشاعت کا راستہ روکنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ سیکولرازم نے دنیا میں اپنے ریشے مضبوط کر دیے ہیں اور یہ پوری دنیا میں بہت تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اس لیے اسلام کے علاوہ تمام تر مذاہب فنا کی جانب جا رہے ہیں۔ امریکا اور دیگر مغربی ممالک میں چرچوں کے مذہبی رہنما اس بات سے زیادہ تنگ ہیں کہ اب چرچ میں لوگ ہفتے میں ایک بار یعنی اتوار کو بھی نہیں آتے۔ ہزاروں چرچ ایسے ہیں جو لوگوں کی عدم حاضری کی وجہ سے بند اور مقفل کر دیے گئے ہیں جنھیں بعد ازاں مسلمانوں نے مساجد کے لیے خرید لیا ہے۔ عیسائیت کی حفاظت اور مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لیے ہر سال کروڑوں ڈالر خرچ کیے جاتے ہیں مگر اس کا نتیجہ صفر ہے اور اس حوالے سے مثبت انجام کی جو خبریں شائع ہوتی ہیں خود مغربی غیر جانبدار دانشور بھی کہتے ہیں اس میں 90فیصد خبریں جھوٹ پر مبنی ہوتی ہیں۔ عیسائی پوپ اس طریقے سے بڑا یو کے عیسائیوں کے کروڑوں ڈالر کھا چکے ہیں۔

مغرب میں جو لوگ سیکولر نہیں ہیں بلکہ ایک خدا پر ایمان رکھتے ہیں مذہب کے حوالے سے ان کی معلومات بہت کم ہوتی ہیں۔ جب قرآن کریم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی یا حجاب پر پابندی کے حوالے سے کوئی ناپاک واقعہ پیش آجاتا ہے تو مذہبی رہنمائی سے محروم یہ لوگ پھر سے اسلام کا مطالعہ شروع کر دیتے ہیں۔ قرآن کریم کے مطالعے کے بعد یہ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ اسلام اور قرآن کی ہدایت ایک سلیم فطرت کے عین مطابق ہے۔ انسانی معاشرے کے لیے خیر، برکت، امن، سکون، ہمدردی اور بھائی چارے کا ضامن ہے۔ اس لیے یہ لوگ پورے شوق سے اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ جس کی ایک چھوٹی سی مثال گراؤنڈ زیرو میں مسجد بنانے کے مسئلے کے وقت واشنگٹن ڈی سی میں 180 افراد کے قبول اسلام کا واقعہ ہے۔

امریکی دارالحکومت واشنگٹن ڈی سی کے گراؤنڈ زیرو میں جب مسجد بنانے کا فیصلہ ہوا تو یہودیوں کی سازش سے پادریوں کی جانب سے اس فیصلے پر عمل نہ کروانے کی کوشش کی گئی۔ ٹیری جونز نامی کم بخت پادری نے تو قرآن کریم کے چند نسخوں کے جلانے کا اعلان بھی کر دیا تھا۔ اس اعلان اور مسجد بننے کی مخالفت کی کوششوں کے بعد بہت کم دنوں میں واشنگٹن میں 180 افراد نے اسلام قبول کیا۔

اس لیے سارا مغرب اور خصوصاً یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہبی رہنما یہ جانتے ہیں کہ کارٹون بنانا، مینار گرانا، حجاب پر پابندی اور قرآن کریم کے نسخے جلانے سے اسلام کی تیز ترین اشاعت کا راستہ نہیں روکا جا سکتا۔ اور نہ اس سے اسلام کی روشنی کا راستہ روکا جا سکتا ہے۔ ہمارے رب نے اسلام کے غلبے کا وعدہ کیا ہے۔ ابھی جب عالمی دنیا بے دینی سے تنگ آ گئی ہے اس لیے اسلام کی جانب رجوع کا وقت آپہنچا ہے۔ کوئی چاہے یا نہ چاہے اسلام پوری پوری دنیا پر غالب آکر رہے گا۔ ان شاء اللہ

غلام اپنے آقا کی چوکھٹ پر

تحریر: خلیل عزیز

اسلامی اقدار اور افغانی روایات سے اشرف غنی کی دشمنی کی واضح دلیل اور مثال اور کیا ہوسکتی ہے کہ انہوں نے پورے افغانستان اور پوری اسلامی دنیا میں ایک عیسائی خاتون سے شادی کی اور خاتون بھی ایسی جو اسلامی معاشرے میں باپردہ خواتین کو برداشت نہیں کرسکتی،اس کی تمنا ہے کہ خواتین سے متعلق اسلامی معاشرے میں موجود روایات تبدیل کرکے مغربی تہذیب کی روایات لاگو کرے۔

اشرف غنی کی اہلیہ نے صدارتی انتخابات کے بعد فرانسیسی خبررساں ادارے سے ایک انٹرویو میں واضح طور پر کہا کہ اس کی کوشش ہے کہ افغان خواتین کی محدود ذہنیت کو تبدیل کرکے دین اور عقیدے کے لحاظ سے انہیں اعتدال پر لائے ،یعنی افغان خواتین کو اجازت ملنی چاہیے کہ وہ اپنی مرضی سے اپنے دین کا انتخاب کریں خواہ وہ اسلام قبول کریں یا عیسائیت ۔اسی طرح انہوں نے اسلامی حجاب سے متعلق انٹرویو میں جو کچھ کہا اور فرانس کی اسلام دشمن پالیسی کی حمایت کی،وہ ہر کسی نے سنا ہوگا۔

ایک ایسا شخص جو صدارتی کرسی پر براجمان ہو،اس کے اپنے گھر میں عیسائیت کی تبلیغ اور ترویج کی درسگاہ قائم ہو،افغانستان کی تاریخ میں پہلی بار صدارتی محل میں چرچ کا سنگ بنیاد اپنے ہاتھ سے رکھے۔ایسے شخص سے افغان معاشرے کی اصلاح وبہبود اور خیر کی توقع کرنا سب سے بڑی حماقت ہوگی۔

اشرف غنی نے حلف اٹھانے کے اگلے روز سیکورٹی معاہدے پر دستخط کرکے امریکہ اور مغرب سے اپنی وفاداری کا اظہار کردیا اور یہ ثابت کردیا کہ جن مقاصد کے لئے انہیں لایا گیا ہے وہ اسے پورا کریں گے۔

چھ ماہ بعد انہوں نے امریکہ کا دورہ کرکے وہاں پر امریکی حکام سے ملاقاتوں اور کانگریس سے خطاب میں اپنے اصل حاکم کو یہ باور کرایا کہ امریکی مفادات کی تحفظ کے لئے افغانستان میں بھرپور کردار ادا کریں گے۔

امریکی کانگریس سے اشرف غنی نے جو خطاب کیا وہ سراسر چاپلوسی،خوشامدی،چمچہ گیری اور غلامانہ ذہنیت کا عکاس تھا،اس نے کہا کہ ہم افغانستان میں ہلاک ہونے والے 2300امریکی فوجیوں کے مقروض ہیں جنہوں نے افغانستان پر اپنی جانیں قربان کرکے ہمارے ملک کی آزادی میں نئی طرح ڈالی انہوں نے مزید کہا کہ افغانستان کے لوگ امریکی فوجیوں کی قربانیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں،انہوں نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مزید کہا کہ ہم خود کو ان فوجیوں کے قرض دار سمجھتے ہیں جنہوں نے اپنے جسم کے اعضاء افغانستان میں سڑک کنارے نصب بموں اور بم دھماکوں سے ضائع کئے ہیں،ہم ان فوجیوں کے اہلخانہ کے بھی مقروض ہیں جن کے جگر گوشے افغانستان میں دہشت گردوں کے وحشیانہ حملوں کا نشانہ بن چکے ہیں۔

امریکی کانگریس سے اشرف غنی کے خطاب کے دوران شرکاء نے تالیاں بجاکر انہیں خوب داددی،کانگریس میں موجوددونوں پارٹیوں ڈیموکریٹک اور ریپبلکن کے سینیٹروں نے اشرف غنی کی چاپلوسی اور ہلاک ہونے والے امریکی فوجیوں کو خراج عقیدت پیش کرنے پر اسے داد تحسین دیتے ہوئے گرم جوشی سے اس کے خطاب کو سراہا۔

کانگریس سے اشرف غنی کے خطاب سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک گزشتہ 14برس کے دوران امریکی فوجیوں کی جانب سے ڈھائی لاکھ افغانوں کو شہید کرنا،ڈیڑھ لاکھ نہتے شہریوں کو تشدد کا نشانہ بنانا اور متعدد بار اسلامی اقدار اور افغانی روایات کو پامال کرنا کوئی جرم اور غلطی نہیں ہے۔

ہم اشرف غنی سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے امریکہ میں سی این این سے انٹرویو کے دوران کہا کہ افغانستان اب تک عدم استحکام کا شکار ہے اور طالبان اب بھی چیلنج ہیں لیکن امریکی افواج کی موجودگی میں ملک میں امن قائم ہوسکتا ہے اور نائن الیون کے بعد اس طرح کوئی واقعہ رونما نہ ہوا۔ایک ملک کے سربراہ کی حیثیت سے اس طرح کے بیانات چہ معنی دارد؟اس کا واضح مطلب یہ ہے بلکہ یہ آپ کی پالیسی ہے کہ افغانستان جنگ کی آگ میں جلتا رہے،14برس بعد بھی مظلوم ومحکوم افغان عوام امریکی مفادات کے تحفظ کی خاطر استعماری قوتوں کے مظالم کا نشانہ بنتے رہیں تاکہ امریکی سکون سے زندگی گزار سکیں۔

باضمیر لوگ فیصلہ کریں گے کہ کیا ایسے کٹھ پتلی اور امریکی غلام صدر پر اعتماد کرنا تاریخی غلطی نہیں ہوگی؟ کیا اس منحوس چہرے سے ہزار بار نفرت کرنا مناسب نہیں ہے؟اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے ایسے بے ضمیر حکمرانوں اور لٹیروں کے شر سے مظلوم افغان عوام کو محفوظ بناکر انہیں آزادی وخود مختاری کی نعمت نصیب فرمائے،امین

ہلمند کے بعد غزنی میں بھی دشمن پسپا

ابو عابد

اشرف غنی اور عبد اللہ کی رہنمائی میں وجود میں آنے والی کٹھ پتلی حکومت مختلف محاذوں پر بے انتہا مشکلات میں گھری ہوئی ہے۔ مسائل و مشکلات کی اس بہتی گنگا میں کٹھ پتلی حکومت کیلئے سب سے مشکل کام اس جنگ کی آگ کو بجھانے کا کام ہے جس جنگ سے ان کے آقا فرار ہو کر میدان کٹھ پتلی حکومت کیلئے خالی چھوڑ گئے ہیں۔

گزشتہ سال خیبر آپریشن کے نتیجے میں مجاہدین ملک کے طول و عرض میں وسیع علاقوں پر قابض ہونے میں کامیاب ہوئے، شہر کے گرد و نواح میں مجاہدین موجود ہیں اور وہاں سے دشمن کے ضلعی اور صوبائی ہیڈ کوارٹرز پر گھیرا تنگ کیا جارہا ہے۔ جو آہستہ آہستہ مجاہدین کے محاصرے میں آرہے ہیں۔

نئی حکومت نے اپنی قوت کی دھاک بٹھانے اور دور دراز علاقوں میں اپنے اہلکاروں کو مجاہدین کے محاصرے سے نجات دینے کیلئے گذشتہ موسم سرما میں ہلمند میں بڑے آب و تاب سے ایک بڑے آپریشن کا آغاز کیا۔

یہ آپریشن جسے دشمن کے اعلیٰ افسران اور میڈیا مجاہدین کے خلاف ایک فیصلہ کن آپریشن قرار دے رہے تھے پورے ڈیڑھ مہینے تک جاری رہا۔ سنگین، نوزاد، مارجہ، باباجی، اور واشیر میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرنے کے بعد دشمن بھاری نقصانات اٹھا کر مکمل طور پر ناکام و نامراد واپس لوٹنے پر مجبور ہوا۔

ہلمند آپریشن میں کندھار، ہلمند اور ہرات کے ہزاروں فوجی ان کے غیر ملکی مشیر، انٹیلی جنس اہلکار اور امریکا کی فضائی فوج شریک تھی۔ آغاز میں یہی کہا جاتا رہا کہ یہ سب سے زیادہ فیصلہ کن آپریشن ثابت ہوگا جس کے نتیجے میں افغانستان کے شمالی صوبوں سے طالبان کا قبضہ ختم ہو جائے گا۔

لیکن رواں سال جمادی الآخر کے 9 تاریخ کو میڈیا نے اعلان کیا کہ کابل کی کٹھ پتلی فوج نے غیر یقینی طور پر ذوالفقار نامی آپریشن کے اختتام کا اعلان کیا ہے اور اپنے "بہادر" اہلکاروں کو میدان سے نکل جانے کا حکم دیا ہے۔

ہلمند میں دشمن کو ذوالفقار نامی آپریشن کے نتیجے میں شدید جانی اور مالی نقصانات اٹھانے پڑے۔ ان جھڑپوں میں دشمن کے سینکڑوں اہلکار، فوجی وسائل طالبان کے براہِ راست حملوں اور بارودی سرنگوں کا نشانہ بنے۔ اس طویل جھڑپ میں چالیس کے قریب مجاہدین کی شہادت کی اطلاعات بھی موصول ہوئی ہیں جو دشمن کو پہنچنے والے نقصان سے کئی گنا کم ہے۔ اس آپریشن میں دشمن کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ انہوں نے سنگین میں پندرہ سو سے زیادہ مکانات، 200 دکانوں کو نذرِ آتش اور تیار فصلوں کو بلڈوزروں کے ذریعے تباہ کیا، جس کے نتیجے میں ان کا مکروہ چہرہ ہلمند کے عوام پر مزید عیاں ہو گیا اور ان کے وحشت پر مبنی پالیسیوں سے پردہ اٹھ گیا۔

جس وقت ہلمند میں دشمن کے اہلکار منہ لٹکائے اپنے مراکز کی طرف بھاگ رہے تھے عین اسی وقت دشمن کی طرف سے غزنی میں آپریشن کا اعلان کیا گیا۔ یہ آپریشن مارچ کی 23 تاریخ کو غزنی کے مختلف اضلاع مثلاً "دہ یک" ضلع اندڑ اور اس کے نواحی علاقوں میں شروع ہوا۔

غزنی میں سب سے پہلے دشمن نے ضلع دہ یک پر تین اطراف سے حملہ کیا۔

سب سے پہلے غزنی کے مرکز سے ملحق ارزو کے علاقے سے حملے کا آغاز ہوا، اس کے بعد دہ یک جہاں افغان فوج کا "دہ یک یونٹ" کے نام سے ایک بڑا فوجی ڈہ بھی موجود ہے سے بھی حملہ شروع ہوا اور اسی طرح پکتیکا کی جانب سے ایک بڑا فوجی قافلہ جس میں 120 سے زائد ٹینک اور فوجی گاڑیاں شامل تھیں ضلع دہ یک پر حملہ آور ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ : **كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله ... الايه** دہ یک کے پانچ روزہ جھڑپوں میں بالکل بھی حقیقت سامنے آئی جب مجاہدین کی ایک قلیل تعداد کو اللہ تعالیٰ نے دشمن کی ایک بڑی تعداد پر غلبہ عطا فرمایا۔ غزنی کے مرکز اور یونٹ کی طرف سے حملہ کرنے والے اہلکاروں کا قافلہ آغاز میں ہی الو خیل کے علاقے میں مجاہدین کی طرف سے بچھائی گئی بارودی سرنگوں کے جال میں پھنس گیا۔ قریب ہی مجاہدین گھات لگائے دشمن کے انتظار میں تھے۔ جیسے ہی ان ڈالر خور اہلکاروں کا سامنا اللہ کے دین پر مر مٹنے والے مجاہدین سے ہوا تو ان کے اوسان خطا ہوگئے۔ وہ جو اس علاقے کو طالبان سے چھڑانے آئے تھے اب خود کو چھڑانے کی فکر میں تھے۔ اپنی تمام تر زور آزمائی اور بھاری ہتھیاروں کے استعمال کے باوجود دشمن اس علاقے پر قابض ہونے میں ناکام رہا۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ امریکی کٹھ پتلیوں کا مقابلہ کرنے کیلئے اس علاقے میں صرف 20 کے قریب مجاہدین موجود تھے جنہوں نے دشمن کی افواج کو دن میں تارے دکھادیئے۔ یہ کامیابی مجاہدین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی براہِ راست نصرت اور مجاہدین کے قوی ایمان کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

پکتیکا کی جانب سے حملہ کرنے والے مسلح افراد کی تعداد ایک ہزار تھی جنہوں نے بڑے متکبرانہ لہجے میں ضلع دہ یک پر حملہ کیا لیکن اس ضلع کے ابتدائی علاقوں شبک کلا، عثمان کلا، نیاز قلعہ اور سرانداز قلعہ میں مجاہدین کے ساتھ سخت جھڑپ میں پھنس گئے۔ مجاہدین کی بھرپور مزاحمت اور بارودی سرنگوں کے خوف سے دشمن پیش قدمی نہیں کرسکتا تھا۔ بدلے کے طور پر دشمن نے ضلع دہ یک کی عام آبادی پر مارٹر گولے فائر کرنا شروع کئے۔

صوبہ غزنی سے ایک مجاہد نے بتایا کہ پانچ روزہ جھڑپوں کے دوران روزانہ اوسطاً 200 مارٹر گولے دشمن کی طرف سے عام آبادی پر فائر کئے جاتے تھے جس کے نتیجے میں نہ صرف لوگوں کے گھروں کو شدید نقصان پہنچا بلکہ بہت سے لوگوں کو نقل مکانی پر بھی مجبور ہونا پڑا۔

دہ یک کے اس جھڑپ میں مجاہدین نے کٹھ پتلی اہلکاروں کے 7 ٹینکوں کو بارودی سرنگوں کے ذریعے تباہ کیا اور ایک فوجی گاڑی سمیت کئی گاڑیاں مجاہدین کے راکٹ لانچر کی خوراک بنے، دشمن کو پہنچنے والے جانی نقصانات کی صحیح تعداد کے بارے میں معلومات موصول نہیں ہوئی ہیں۔ امکان ظاہر کیا جاتا ہے کہ جھڑپ میں ہلاک ہونے والے اہلکاروں کی تعداد درجنوں میں ہے۔ پانچ دن کی زور آزمائی کے بعد ہلمند کی طرح غزنی کے ضلع دہ یک میں بھی دشمن کو منہ کی کھانی پڑی اور تین اطراف سے حملہ کرنے والے اسی راستے سے واپس چلے گئے۔

دہ یک میں شکست کے بعد دشمن کے اہلکاروں نے غزنی کے ضلع انڈڑ میں مجاہدین کے خلاف کارروائیوں کا آغاز کیا اور اس ضلع میں بھی مذکورہ انجام سے دوچار ہوئے۔ ضلع انڈڑ جو صوبہ غزنی میں مجاہدین کا گڑھ سمجھا جاتا ہے کئی دنوں کے شدید جھڑپوں کے بعد دشمن کے 16 ٹینک تباہ ہوئے اور درجنوں اہلکار ہلاک ہوئے۔ ضلع انڈڑ اور غزنی کے مرکز سے پہنچنے والی اطلاعات کے مطابق آپریشن میں حصہ لینے والے اہلکاروں نے یہاں بھی آپریشن ختم کرلیا ہے اور شہر سے دور ایک صحرا میں جمع ہوئے ہیں اور سب کو جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔

دہ یک اور ضلع انڈڑ کے جھڑپوں سے ثابت ہوا کہ نئی کٹھ پتلی حکومت کے اہلکاروں میں مجاہدین سے لڑنے کی قوت بالکل نہیں ہے اسی لئے ہر آپریشن میں انہیں بھاری نقصانات اٹھانا پڑتے ہیں اب ان میں مجاہدین سے لڑنا اور مجاہدین کے زیرقبضہ علاقوں کو چھڑانا ناممکن ہے۔

یہ علاقے جہاں اب مغربی جارحیت پسندوں کے جانشین فوجی نقشوں کے ذریعے آپریشن کے خواب دیکھ رہے ہیں وہی علاقے ہیں جہاں گذشتہ دس سالوں سے امریکی اور کٹھ پتلی افواج کے متعدد آپریشن ناکام ہوئے ہیں۔ یہاں کے مجاہدین دشمن کے دانت کھٹے کرنے کا کافی تجربہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دشمن کی جانب شروع کئے جانے والے ہر قسم کے آپریشن ہر علاقے میں شکست سے دوچار ہوتے ہیں اور ابھی تک انہیں کوئی خاطر خواہ کامیابی نہیں ملی۔

قاری حبیب

اسلامی جدوجہد کے طریقے

امتِ مسلمہ کفار اور ان کے ہمنواؤں کے حملوں کی زد میں ہے۔ کفری اور طاغوتی قوتوں نے اپنے خونخوار پنجے اسلامی ممالک کے وسائل پر گاڑھ رکھے ہیں۔ مسلمانوں کو اس حالت سے نجات کیلئے جہاد کے فریضے کو ادا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

تقریباً ایک صدی سے اسلامی دنیا کے باسی جاگ اٹھے ہیں اور مختلف طریقوں سے مسلمان اپنے حقوق کی جدوجہد میں مصروف عمل ہیں۔ اسلامی اقدار کیلئے برسرپیکار دنیا کے ہر کونے میں ہر جماعت اپنے طریقہ کی جدوجہد کو فلاح کا ضامن سمجھتی ہے۔

آیئے کچھ لمحہ اس بات پر غور و فکر کریں کہ اسلامی مقابلے کے راستے کون کون سے ہیں؟ کون سے طریقے مفید اور کونسے غیر مفید ہیں۔ کونسے طریقے دوسروں کی نسبت اولیٰ اور افضل ہیں اور کونسے غیر اولیٰ اور کم فضیلت والے ہیں؟؟

عمر عبدالحکیم جو ابو مصعب السوری کے نام سے مشہور ہیں بین الاقوامی جہادی تحریک کے ادب میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ آپ شام میں اخوان سیاست کے دور میں اس کا حصہ رہے ہیں۔ پھر افغان جہاد میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد الجزائر اور مغرب میں غیر سیاسی اور اصلاحی تحریکوں میں حصہ لیتے رہے ہیں اور بعد میں افغانستان کی طرف ہجرت کے بعد امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی، جہادی کاروائیوں کا آغاز کیا ہی تھا کہ امریکا نے آپ کو گرفتار کیا اور اب بھی آپ امریکی قید میں ہیں۔

آپ نے اپنے وسیع مطالعے اور مکمل مشاہدے کے بعد اسلامی تحاریک کے جدوجہد کے چار طریقے ذکر فرمائے ہیں۔

1: سیاسی جدوجہد: یعنی جو لوگ جمہوریت کے اندر سیاسی جدوجہد کے ذریعے چاہتے ہیں کہ اسلام کی حاکمیت قائم ہو۔

2۔ غیر سیاسی جدجہد: وہ لوگ جن کا سیاست سے کوئی سروکار نہیں ہوتا بلکہ اجتماعی اصلاح کیلئے دعوت کا وصیلہ استعمال کرتے ہیں۔

3۔ جہادی تحریک: وہ لوگ جو اسلام کے مقدس اور معیاری فہم کی روشنی میں مسلح جدوجہد میں مصروف ہیں۔

4۔ جھوٹے جہادی تحاریک: یہ وہ جہادی تحاریک ہیں جو کفار کے غلاموں نے کفار کے مفاد کیلئے بنائی ہیں جن کا عام مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔

شیخ ابو مصعب جنہوں نے مذکورہ تین اول الذکر جماعتوں میں عملی خدمات انجام دی ہیں اور اس میدان میں وہ کافی تجربہ بھی رکھتے ہیں۔ اسی طرح مختلف پہلوں اور زمانے کی شرائط کے تناظر میں مذکورہ تحاریک کی کامیاب اور ناکام ہونے کی وجوہات بتائی ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ مذکورہ طریقوں میں پہلے اور آخری یعنی چوتھے کی کامیابی کے امکانات معدوم ہیں اور اس میں مصروف ہونا وقت کا ضیاع اور جدوجہد کے نام پر خود اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔

کامیابی کے امکانات صرف مذکورہ بالا دوسری اور تیسری قسم کے جدوجہد کرنے والی جماعتوں کے زیادہ ہیں۔ یعنی سچے اسلامی تحاریک جیسے تبلیغی جماعت یا اخوان کی معاصر اصلاحی تحریک یہ کام کر سکتی ہے کہ نچلے طبقے سے اصلاح کا آغاز کرے اور یہ بہت موثر ثابت ہوتی ہے۔

اسی طرح متوسط اور معیاری جہادی تحاریک جیسے طالبان اور القاعدہ جیسی تنظیمیں بھی امت کی فلاح کیلئے فاسد نظاموں کا خاتمہ کرے اور اوپر سے اصلاحی پروجیکٹ پر کام کر کے بڑی تبدیلی لا سکتے ہیں۔

لیکن مذکورہ دو قسم کی جہادی تحاریک جن کا نتیجہ خیز ہونا ممکن ہے ایک جہادی اور دوسرا دعوتی اور اصلاحی تحریک ہے۔ اصلاحی تحریکی جدوجہد کی نسبت جہادی جدوجہد میں مشکلات اور امتحانات زیادہ ہیں اور اس میں نتیجہ بھی بہت جلد نکل آتا ہے۔ "ان عظم الجزاء مع عظم البلاء" کی بنیاد پر جہادی تحریک دعوتی تحریک سے افضل اور بہتر ہے۔

اسلامی شعائر کی اہانت کے اشتعال انگیز واقعات

(بت شکن)

جب سے مغرب کے دلدادہ اشرف غنی احمد زئی کابل صدارتی محل میں داخل ہوئے ہیں اسی دن سے نہ صرف کابل بلکہ پورے ملک میں اسلامی شعائر کی اہانت کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ قومی روایات اور ثقافتوں کی تضحیک کا ایک طوفان برپا ہوگیا ہے۔ تقریباً ہر گزرتے ہفتے کے ساتھ بلکہ آئے دن ایسا کوئی نہ کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے جس سے اشتعال انگیزی جنم لیتی ہے۔

اشرف غنی نے صدارتی محل کی میزبانی کے پہلے مرحلے میں ایک تاریخی جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے محض چوبیس گھنٹوں کے اندر ڈاکٹر عبداللہ کی حمایت سے امریکا کے ساتھ دائمی اڈوں کے معاہدے پر دستخط کر دیے۔ اور ہمیشہ کے لیے افغانستان جیسے ایک آزاد ملک کو امریکا کا استعماری ملک بنادیا۔ اس کے بعد بہت جلد اشرف غنی کے دفاعی امور کے سیکرٹری حنیف اتمر نے ایک ویڈیو کانفرنس میں جنوبی ایشیا کے دینی مدارس کو دہشت گردی کے اڈے کہا اور ان ممالک کو تنقید کا نشانہ بنایا جو دینی مدارس سے تعاون کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے خطے کے دیگر ممالک میں دینی مدارس اور علماء اور دینی طلبہ پر زمین تنگ کر دی گئی۔ بہت سے زیر تعلیم طلبہ اپنا تعلیمی سال ادھورا چھوڑ کر گھروں کو رخصت ہوگئے۔

ایک اور اسلام مخالف سلسلے کے طور پر فوراہی مرتد عبدالرحمن پنجشیری کی طرح ایک اور ارتداد سامنے آگیا۔ کابل سے شائع ہونے والے انگریزی اخبار Express کے شمارہ 451 میں عنوان (The Islam of Taliban and ISIS) کے تحت کالم نگار (A.J.Ahwar) اے جے اہوار نے انتہائی بے باکی سے خالق تعالیٰ جل جلالہ کی شان میں گستاخانہ لب ولہجہ استعمال کیا۔ قرآن کریم اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک شخصیت کے حوالے سے غیر حقیقی اور غلط باتیں منسوب کیں۔ بجائے اس کے کہ اخبار پر پابندی لگائی جاتی اور اخبار کے مالک اور رائٹر کو اپنے جرم کی سرعام سزادی جاتی مرتد عبدالرحمن پنجشیری کی طرح رائٹر مرتد اہوار کو بھی پناہ دی گئی اور جب تک لوگوں کو پتہ چلتا اسے بھی مغرب نے اپنی آغوش میں لے لیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ کابل میں جو بھی شخص اسلام کی توہین کا ارتکاب کرتا ہے اور عوام اسے مارنے کے لیے چڑھ دوڑتے ہیں کابل حکام اور مغربی میڈیا اسے چھڑانے کے لیے پاگل کا نام دیدیتے ہیں۔ اور پاگل کہہ کر اسے عدالتی کارروائی سے بچالیتے ہیں۔

ابھی اسی ہنگامے کا شور ٹھنڈا نہیں ہوا تھا کہ فرانس کے دارالحکومت پیرس میں مسلمان خواتین کے حجاب پر پابندی کی خبر شائع ہوگئی۔ انسانی حقوق کی اس پامالی پر اس اقدام کی مذمت کی بجائے افغانستان کی خاتون اول لارا غنی / بی بی گل نے حجاب پر پابندی کو اچھا اقدام قرار دیا اور کہا کہ: برقع میں خواتین اندھی نظر آتی ہیں۔ فرانس کی ایک خبر ایجنسی کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے انہوں سے واضح طور پر کہا کہ برقع سے خواتین کو تکلیف ہوتی ہے اور خواتین کو برقع کی ضرورت بھی نہیں۔ یہ بذات خود ایک اسلامی اصول اور افغانی روایت کی اہانت ہے۔ چونکہ خود وہ ایک عیسائی خاتون ہیں اس لیے اس نے اسلامی شعائر کے ساتھ اپنی دشمنی کا بھرپور اظہار کرتے ہوئے اپنے عقیدے اور ضمیر کی نمائندگی کی۔

کچھ عرصہ کے لیے اسلامی مقدسات کی اہانت کا سلسلہ خاموش ہوگیا، پھر فرانس میں کچھ نوجوانوں کی جانب سے مزاحیہ میگزین چارلی ایبڈو جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کارٹون شائع کیے تھے کے دفتر پر حملہ ہوا جس میں تقریباً اس کے 20 کارکن اور کارٹونسٹ ہلاک ہوگئے۔ فوراہی اس مجلے کے دیگر ارکان نے اسی طرح کے ہزاروں گستاخانہ کارٹون شائع کیے اور عام مسلمانوں کے جذبات مشتعل کیے۔ ایک بار پھر کابل میں بھی اسی طرح یہود ونصاریٰ کے ورغلانے پر کچھ غیر افغان لوگوں نے اسلامی مقدسات کی اہانت کا سلسلہ شروع کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد کابل کی فضا ایک بار پھر اسلام مخالف توہین آمیز گرد وغبار سے آلودہ ہوگئی۔ کچھ مغربی حلقوں کے ابھارنے پر ایسے امور کا ارتکاب کیا گیا جس سے اشرف غنی اور عبداللہ عبداللہ کی حکومت کا اصل چہرہ برملا واضح ہوگیا۔ حال ہی میں کابل کی ایک تنظیم نے گدھے کے حقوق اور گدھے کو احترام دلانے کے لیے ایک تقریب منعقد کی اور گدھے کو معاشرے کا ایک فرمانبردار خادم کی حیثیت سے متعارف کرایا۔ کابل جیسی جگہ میں گدھے کی تعریف کے لیے متعدد تقریب ایسے حالات میں منعقد کی گئی جب اشرف المخلوقات انسان مکمل طور پر حقوق سے محروم اور غیروں کی جانب سے تحقیر کا شکار ہے۔ گدھے کی تعریف میں منعقد تقریب کا سرچشمہ دراصل یہودیوں کا وہ مذہبی رسم ہے جو وہ سال میں ایک مرتبہ مناتے ہیں اور ایک بار گدھے کے اعزاز

میں تقریب مناتے ہیں اور پھر گدھے کو کاندھوں پر اٹھاتے ہیں۔ وگرنہ گدھے کے جیسے دیگر حیوانات بھی ہیں جن کا گوشت تک کھایا جاتا ہے، جو دودھ دیتے ہیں۔ ان کے بچے بھی بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود احترام اس حیوان گدھے کو دیا جاتا ہے جو کسی بھی لحاظ سے قدر و اہمیت نہیں رکھتا۔

اس سے قبل ننگرہار ضلع غنی خیل کے گولاہی کے گاوں میں کابل انتظامیہ کے اہلکاروں نے قرآن کریم کے نسخے کو کلہاڑی اور چھری سے مار مار کر شہید کر ڈالا۔ اس واقعے میں ملوث اہلکاروں کو سزا نہ دینے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس صوبے کے گورنر عطاء اللہ لودین نے ہفتے کے روز استعفاء دے دیا ہے اور کام سے سبکدوشی اختیار کرلی ہے۔

فتنے کا ایک اور ریلا جو کابل شہر کی سڑکوں پر نظر آیا وہ یہ تھا کہ انہیں دنوں ایک خاتون اس حالت میں باہر سڑک پر آنکلی کہ حجاب کے اعضاء کو اس نے لوہے کا لباس پہنا دیا تھا اور اس کے ستر کے اعضاء انتہائی اہانت آمیز انداز میں نظر آرہے تھے۔ یہ سب ستر اور حجاب کے خلاف مظاہرے کے لیے کیا جارہا تھا۔ یہ فتنہ ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا تھا کہ سوشل تنظیموں کے 20 کے قریب مرد ارکان نے عورتوں کے نیلے برقعے پہن کر کابل کی سڑکوں پر مارچ کیا۔ اس کے بعد انسانی حقوق کی تنظیم کے دفتر کے سامنے پہنچ کر انہوں نے خواتین کے حجاب کے خلاف اپنا لکھا ہوا فیصلہ سنایا۔ اس کے بعد کابل کے شاہ دوشمیرہ مزار کی مسجد میں فرخندہ نامی ایک خاتون کو مار کر جلایا گیا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ قرآن کریم جلا رہی تھی اور کسی کا کہنا تھا کہ یہ اس خاتون کے خلاف کوئی سازش تھی۔ بعض تجزیہ کاروں نے اس کا ذمہ دار انہیں این جی اوز اور سوشل تنظیموں کو اس لیے قرار دیا کہ اسلامی شعائر کے خلاف حال ہی میں ایسی اہانت آمیز اور گستاخانہ حرکتیں کیں جس نے مسلمان عوام کو ذہنی طور پر شدید مجروح کردیا۔ ان میں اسلامی شعائر کے انتقام کے جذبات شدید سے شدید تر ہوگئے۔ افغان باشندوں کے جذبات اس قدر تیز ہوگئے کہ اب اگر کوئی اس طرح کی اہانت آمیز حرکت کرتا ہے تو لوگ اندھے ہو کر اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ جس کا انجام فطرتا یہی ہونا تھا۔ فرخندہ کی ہلاکت اور جلایا جانا اس کی واضح مثال ہے۔ اگر اس طرح کی گستاخانہ حرکتیں نہ کی جاتیں تو شاید لوگ اتنے فوری انداز میں اس طرح کے واقعے پر اتنا شدید رد عمل نہ دکھاتے۔

رہی یہ بات کہ اشرف غنی کی قیادت میں بننے والی مشترکہ حکومت میں کیوں اسلامی شعائر کے خلاف اہانت کا ایک سلسلہ حامد کرزئی دور سے زیادہ تیز کیوں ہوگیا ہے۔ اس کا جواب بہت واضح ہے اور ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ سب اشرف غنی اور عبداللہ سے امریکی سفارت خانے میں امریکی وزیر خارجہ جان کیری کا لیا ہوا وعدہ ہے جس کی رو سے صدارتی محل میں داخل ہوتے ہی اسلامی شعائر کے خلاف منصوبے تشکیل دیے جائیں گے۔ اور اس کا ارتکاب کرنے والوں کو یہ لوگ کوئی سزا نہیں دیں گے۔ جس پر آج افغانستان جیسے ملک میں عمل ہو رہا ہے۔

اشرف غنی اگر ایک جانب اپنی مسیحی بیوی بی بی گل کے ہاتھوں مجبور ہے تو دوسری جانب امریکا نے جنرل دوستم ایسے کیمونسٹ خونخوار جنرل کو نائب کی حیثیت سے اور عبداللہ جیسے متذبذب اور متنازع فیہ شخص کو چیف ایگزیکٹو بنا کر اشرف غنی کو دو دیواروں کے بیچ میں پھنسا دیا ہے۔ اس لیے اسے دینی شعائر کی جگہ جمہوریت کے اصول اور افغانی روایات کی جگہ اپنے محسن آقاوں کی رضامندی زیادہ اچھی لگتی ہے۔ جس کے نتیجے میں ملک میں بے دینی اور الحاد کے دروازے کھل گئے اور لوگوں کو مستقبل غیر یقینی نظر آنے لگا۔

اندازے اور قیاس آرائیاں یہ کی جاتی ہیں کہ پورے ملک اور کابل کی سطح پر اسلامی شعائر کی توہین کے واقعات یہود و نصاری کے ان اسلام مخالف سازشوں کا حصہ ہے جس کی خاطر ان کے ہزاروں فوجیوں نے خون کے نذرانے دے کر اس ملک میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ یہ ان کی وہ دیرینہ خواہش تھی جس کی خاطر وہ سالہا سال سے یہاں پڑے ہیں۔ آج بھی اسی مقصد کی خاطر یہاں موجود ہیں۔ آج اگر وہ اس طرح کے فساد پر مبنی اعمال کا ارتکاب نہیں کریں گے تو کب کریں گے۔

مغرب چاہتا ہے عوامی حکومت کے نام پر تدریجی طور پر اسلامی شعائر کے خلاف یہ سلسلہ اور آگے بڑھائے۔ تاکہ ایک طرف عوام اپنے مذہبی شعائر کی اہانت اور گستاخی کے عادی ہو جائیں اور رد عمل دکھاتے دکھاتے تھک جائیں اور دوسری جانب کچھ مسیحی تنظیمیں سماجی تنظیموں کی آڑ میں عیسائیت کے پھیلاو کی مہم اتنی تیز کردیں کہ مستقبل میں اگر جمہوری افغانستان سے امریکی نکل بھی جائیں تو ان کے پسماندگان میں سے یہودی اور عیسائی مرتدین کی اقلیت رہ جائے جنہیں پارلیمنٹ اور حکومت میں اقلیتوں کے حقوق کے نام پر حقوق دیے جائیں۔ اور امریکا کا یہ دعوی درست ثابت ہو جائے کہ افغانستان میں غیر مسلم اقلیتیں بھی موجود ہیں، اس لیے افغانستان انہیں عالمی حقوق دے۔

مختصرا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ کابل میں اسلامی شعائر کی اہانت کے حالیہ طوفانی سلسلے شعوری طور پر مرتب شدہ پلان کے تحت وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ اگر کوئی اسے اتفاقی حادثات سمجھتا ہے تو وہ بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہے۔ مگر حالات کو دیکھ کر اور دین اسلام کے ساتھ افغان عوام کی محبت کو دیکھتے ہوئے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ امریکا جتنے بھی گستاخی کے سلسلے شروع کرے اپنی خواہشات میں کامیاب نہیں ہوسکتا اس کی یہ دال کبھی گلنے والی نہیں۔

❖❖❖

کمیونسٹ لوگوں کو کیوں اہم وزارتیں دی جاتی ہیں؟

تحریر: شاہد غزنیوال

مخلوط حکومت کے سربراہ اشرف غنی نے کئی ماہ کی تاخیر کے بعد کابینہ کو مکمل کرنے کے لئے جنرل محمد افضل لودین کا نام وزیر دفاع کے طور پر پارلیمان کے 'ولیسی جرگہ' (ایوانِ زیریں) کے سامنے پیش کیا۔

موصوف نظریاتی طور پر کیمونسٹ ہیں، کیمونسٹ حکومت کے دور میں وہ وزارت دفاع کے معاون، مغربی ڈویژن میں تنظیم کے سربراہ، کابل میں گارنیزیون کمانڈنٹ، ننگرہار کے کور کمانڈر اور دیگر اہم عہدوں پر تعینات رہ چکے ہیں۔

اگرچہ جنرل لودین نے عوام کے جذبات کا احساس کرتے ہوئے وزارت دفاع کا چارج سنبھالنے سے انکار کر دیا لیکن مخلوط حکومت کے سربراہ کے عزائم قوم کے سامنے عیاں ہوگئے کہ وہ ایک بار پھر لودین اور علوی جیسے قاتلوں کو عوام پر مسلط کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ متنازع صدارتی انتخاب کے بعد، امریکہ کی ثالثی میں طے ہونے والے سمجھوتے کے تحت، نام نہاد مخلوط حکومت کے سربراہ اشرف غنی ناقص فیصلوں کے باعث متنازع ہو چکے ہیں۔

افضل لودین سے قبل وزارت داخلہ جیسی اہم وزارت کا قلمدان بھی ایک سابق کمونیسٹ نورالحق علوی کے سپرد کیا گیا ہے، ان دو کے علاوہ کابینہ میں دوسرے کمیونسٹ لوگ بھی شامل ہیں جنہیں اہم عہدوں پر تعینات کیا گیا ہے، اشرف غنی کی کوشش ہے کہ کابینہ کی تشکیل ان جیسے متنازع لوگوں سے مکمل کریں۔

دراصل پرانے کمونیسٹ لوگ ہی افغانستان کے 36 سالہ بحران کے ذمہ دار ہیں، اپنے دور حکومت میں بڑے جرائم میں ملوث ہونے کے باعث افغان عوام ان سے نفرت کرتے ہیں۔

اگرچہ جرائم میں ملوث لوگوں میں کچھ جہادی تنظیموں کے کمانڈرز بھی شامل ہیں اور ان میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو ظلم میں کیمونسٹ لوگوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے لیکن عوام افضل لودین اور جنرل علوی جیسے سابق کیمونسٹ کمانڈروں سے زیادہ نفرت کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے روس کی حمایت میں نہتے مظلوم افغان عوام پر بے پناہ مظالم ڈھائے ہیں، اس لئے افغان عوام ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

امریکہ کی سرپرستی میں قومی یکجہتی کے نام پر نام نہاد مخلوط حکومت کا اصل ہدف قومی وحدت کا شیرازہ بکھیرنا ہے اس لئے کابینہ کی تشکیل میں ایسے متنازع لوگوں کو اہم عہدوں پر تعینات کیا جارہا ہے تاکہ عوام کے اندر انتشار پیدا کر کے قومی وحدت کی فضا پارہ پارہ کر دیں اور ملک کے اندر نئے مسائل اور بحران کے لئے راہ ہموار کریں۔

مخلوط حکومت جس طرح اندرونی طور پر مختلف جماعتوں اور گروپوں میں تقسیم ہے اسی طرح بیرونی سطح پر بھی کئی ممالک ایسے ہیں جو اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے اپنے بااعتماد لوگوں کو اہم عہدوں پر تعینات کرنا چاہتے ہیں۔

اگر یہ بات درست نہیں ہے تو پھر زمام اقتدار کیوں ان لوگوں کے سپرد کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جن کے ہاتھوں افغان عوام گزشتہ ساڑھے تین دہائیوں سے شدید مظالم کا شکار ہیں۔ مخلوط حکومت کی نئی کابینہ میں سابق کیمونسٹ چہروں کو ایڈجسٹ کرنا افغان عوام بالخصوص نام نہاد سابق جہادی قیادت کے لئے درس عبرت ہے جو کسی دھچکے سے کم نہیں ہے، ایسے متنازع اقدامات سے عوام کی آنکھیں اب کھل جانی چاہئیں۔

نئی کابینہ میں جنرل علوی اور جنرل لودین کو شامل کرنا اور پھر اہم وزارتیں ان کے سپرد کرنا عوام کے لئے ناقابل برداشت ہیں، ان جیسے جرائم پیشہ عناصر سے قوم کس طرح خیر کی توقع رکھ سکتی ہے، وہ آزمائے ہوئے چہرے ہیں، انہوں نے سوویت یونین کی حمایت میں لاکھوں افغان عوام کا خون بہایا، انہوں نے اپنے دور اقتدار میں قوم کو روس کے سامنے گروی رکھ دیا، وہ روس کے پکے غلام تھے، پندرہ لاکھ نہتے افغان عوام کو تہہ تیغ کیا، اب ایک بار پھر شہداء کے یتیموں پر انہیں مسلط کرنا کسی بڑے سانحہ سے کم نہیں ہوگا، ان کی تعیناتی شہداء کے خون سے غداری ہوگی، وہ کسی صورت افغان عوام کے لئے قابل قبول نہیں ہیں۔ بدقسمتی سے قوم کے قاتل، خائن اور مجرم کو سزا دینے بجائے انہیں مراعات دیکر نوازا جارہا ہے جس سے مخلوط حکومت کے سربراہ کے عزائم بھی عیاں ہو چکے ہیں۔

ان مجرمین کو عوامی عدالت میں پیش کر کے قرار واقعی سزا دی جانی چاہیے، انہیں ایک بار پھر افغان عوام پر مسلط کرنا قوم کے ساتھ غداری ہے، انہوں نے امریکہ کی سرپرستی میں نیٹو افواج کے ساتھ مل کر لاکھوں عوام کا ایک بار پھر خون بہایا اس لئے انہیں مراعات دیکر نوازا جارہا ہے لیکن ایک دن ضرور انہیں اپنے اعمال اور جرائم کا حساب دینا ہوگا۔

★★★★★

کاسہ لیس مفکر!!

اتل

یہ بات سنی تو تھی لیکن مشاہدہ نہیں کیا تھا کہ امریکا کی دوستی دشمنی سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ حالیہ دنوں میں امریکی کانگریس میں اشرف غنی کے خطاب پر کانگریس کے ارکان کی تالیاں دیکھ کر مجھے امریکا کے سابق کاسہ لیس کرزئی خوب یاد آئے جو کبھی ہر امریکی کی آنکھوں کا تارا اور دلوں کی دھڑکن ہوا کرتا تھا، ان کی دلجوئی کیلئے بھی کانگریس میں یہ تماشہ برپا رہتا تھا۔۔۔۔ لیکن وقت کے ساتھ وہ ساری پروٹوکول عنقا ہو گئی اور اب ایک کرزئی کی جگہ دو "کرزئی" براجماں ہیں۔

امریکی ایجنٹس اور ان کے غلاموں کیلئے کرزئی کا انجام پریشان کن ضرور ہے کہ امریکا کی دوستی کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوتا۔ ایران کے سابق صدر رضا شاہ پہلوی سے لیکر عراق کے صدام حسین اور افغانستان کے صدر کرزئی تک سب امریکی دوستی کے عبرتناک انجام کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں۔

یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ امریکا کی دوستی سے اس کی دشمنی ہزار درجے بہتر ہے۔ کیونکہ آخر میں امریکا اپنے دوستوں کو قتل کرنے اور زیر حراست رکھنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ جب دوستی کا دورانیہ ختم ہو جاتا ہے تو ان کی حیثیت مشین کے استعمال شدہ اس پرزے کی طرح ہو جاتی ہے جس مستعمل ہونے کے بعد کباڑیے کی دکان کی زینت بن جاتا ہے۔ حامد کرزئی کو امریکی وفاداری کی وجہ سے پورے یورپ میں اسے بھاری بھرکم القابات سے نوازا جاتا۔ امریکی اور یورپی پارلیمنٹ میں ان کو خطاب کی دعوت دی جاتی۔ اپنے ملک کے عوام سے خیانت اور جفا کے بدلے انہیں بہادر اور نڈر جیسے القابات دیئے جاتے رہے۔ بین الاقوامی میڈیا میں انہیں کامیاب، ہوشیار اور مدبر سیاست دان کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔ لیکن ایک وقت ایسا بھی آیا جب کرزئی کے جرائم اور ظلم وستم عوام کی آنکھوں میں آ گئے اور ان کے مکروہ اور غلام چہرے سے نقاب اٹھ گیا۔ امریکا نے محسوس کیا کہ اب کرزئی ان کے مفاد میں کوئی قدم اٹھا نہیں سکتا تو امریکا کرزئی کا جانشین تلاش کرنے لگا اور تلاش کرتے کرتے ان کی نظر اپنے پرانے کٹھ پتلی اشرف غنی پر ٹھہری۔ اور پھر اپنے منظور نظر غلام کی بے جا تعریفوں کے پل باندھنے لگے۔ انہیں دنیا کے نامور مفکرین میں شمار کیا جانے لگا۔ حالانکہ اشرف غنی کو بات کرنے کا سلیقہ بھی نہیں آتا، دین اسلام کے بارے میں ان کی معلومات ہیچ ہیں ۔ اسی لئے مغربی میڈیا ان کی تعریفوں میں دن رات ایک کرتا دکھائی دیا۔ اور افغانستان کے سادہ لوح عوام اس جال میں پھنس گئے کہ اصل شخص تو یہی ہے جس کا شمار دنیا کے نامور مفکرین میں ہوتا ہے کرزئی تو محض ایک دھوکہ تھا۔

الغرض امریکا نے اشرف غنی کو کرزئی کی جگہ اقتدار پر بٹھایا اور غنی واقعی امریکی غلامی میں کرزئی سے دس گنا بہتر ثابت ہوئے۔ امریکا کے ساتھ سیکورٹی معاہدے کے نام پر افغانستان کی سرزمین اونے پونے داموں بیچ ڈالی۔ جہاں بھی جاتے ہیں امریکی آقاؤں کے رٹے رٹائے جملے مِنْ وعَنْ دہراتے ہیں، جس ملک کا سفر کرتے ہیں وہاں بھی حسب عادت وہی جملے وہی باتیں۔ دنیا والے ان کی گفتگو سن کر حیران رہ جاتے ہیں کہ کیا یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ دنیا کے مشہور مفکرین میں سے ہیں۔ انہیں اس بات پر شدید تشویش لاحق ہوتی کہ اگر دنیا کے تمام نامور مفکرین اس طرح ہوں تو پھر اس دنیا کا اللہ ہی حافظ ہے۔ لیکن وہ بیچارے کیا جانیں کہ دنیا کے جن مفکرین میں اشرف غنی کا شمار ہوتا ہے وہ اصل میں وہ مفکر نہیں ہوتے جو اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر وہاں تک پہنچ چکے ہوتے ہیں۔ بلکہ اشرف غنی کا شمار جن مفکرین میں ہوتا ہے یہ وہ مفکرین ہیں جنہیں امریکا کی غلامی میں مفکر کی ڈگری دی گئی ہو اور واقعی اشرف غنی ان جیسے مفکرین کے سرخیل اور رہنما ہیں مفکرین کے اس خاص مجموعے میں وہ ایک عام مفکر نہیں بلکہ ایک رہنما ہیں۔ کیونکہ غلامی کے جراثیم ان کے خون یہاں تک کہ ان کی عادات اور اخلاق تک میں سرایت کر چکے ہیں۔ کسی بھی فورم پر امریکا کے مفاد کو بالائے طاق نہیں رکھتا۔ اگر کسی کو اعتراض ہو تو، تو امریکی کانگریس سے ان کے خطاب کے مندرجہ ذیل نکتوں پر غور کریں۔

افغانستان میں امریکی فوجیوں نے بڑی خدمات اور بیش بہا قربانیاں دی ہیں۔

امریکا اور افغانستان کے مشترکہ قربانیوں کے نتیجے میں آج امریکا محفوظ ہے۔

دہشت گردی کے خاتمے کیلئے اسلامی دنیا کی خاموشی برداشت سے باہر ہے۔

طالبان فیصلہ کریں کہ وہ القاعدہ ہیں یا افغان۔ طالبان ملکی قوانین کا احترام اور مذاکرات کے ذریعے افغان معاشرے میں شامل ہو جائیں۔

جو لوگ میڈیا سے منسلک ہیں یا روزانہ خبریں وغیرہ سنتے ہیں کیا اس تیرہ سالہ امریکی جارحیت کے دوران مذکورہ بالا جملے امریکی فوجی ترجمانوں سے میڈیا میں نہیں سنے۔ اور پھر جس شخص کو بات کرنے کی حد تک آزادی نہ ہو جن کا اٹھنا بیٹھنا سب امریکی مفاد میں ہو، کیا ایسے شخص کو کسی ملک کا خود مختار رہنما کہنا اس ملک اور قوم کی توہین نہیں؟

افغانوں کو اب کچھ ہوش سے کام لینا ہوگا ہمیں آنکھیں بند کر کے کسی کے پیچھے نہیں جانا چاہئے۔ تاکہ کوئی دوسرا "میڈ ان امریکا" مفکر ہمارے سر پر مسلط نہ ہو۔ ہر شخص کے گفتار اور کردار کا موازنہ کریں، کہ اپنے قول و فعل میں کس حد تک اسلام اور ملک سے محبت میں سچا ہے۔ میڈیا کے پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں۔ ہر شخص کے بارے اپنے ضمیر سے بھی سوال کریں کہ کس طرح کفار کی غلامی کا طوق پہننے والا شخص مجاہد افغان عوام کی فلاح کا ضامن ہوگا؟ آج اشرف غنی امریکا کی جانب دیا گیا جو سکرپٹ پڑھتے ہیں [کہ امریکی فوجیوں نے افغانستان کیلئے بڑی قربانیاں دی ہیں] کیا یہ حقیقت ہے کوئی ایمان اور افغانیت سے محروم شخص ہی امریکا کے مظالم کو خدمات قرار دے سکتا ہے۔

کیونکہ امریکا نے افغانوں پر ظلم وستم کے وہ پہاڑ ڈھائے ہیں جن کی مثال تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔ سارے افغانستان کو ملبے کا ڈھیر بنا دیا گیا۔ اپنے سب سے زیادہ وزنی بم یہاں گرائے گئے، کیمیائی ہتھیاروں کا بے دریغ استعمال کیا گیا، سینکڑوں مدارس، مساجد، ہسپتال اور ہزاروں گھر تباہ کردیے گئے۔ ہزاروں ایکڑ پر پھیلے باغات مسلسل بمباری کی وجہ سے خشک ہوگئے، جیلوں میں افغان قیدیوں کو جسمانی اور روحانی طور پر اذیتیں دی گئیں، ان کے جسم کے اعضاء کاٹ دیے گئے، قرآن عظیم الشان کی متعدد بار بے حرمتی کی گئی، شہداء کی لاشوں پر پیشاب کیا گیا، نیک اور پاکدامن عورتوں کے حیا کی چادریں تار تار کردی گئیں، راتوں کو سرچ آپریشن کے بہانے بے شمار افغانوں کو شہید اور قیدی بنالیا گیا، آپریشن کے دوران بہت سے بچوں کو کھوجی کتوں نے کاٹ ڈالا، ایک لاکھ سے زیادہ افغانوں کو شہید اور اتنی ہی تعداد میں زخمی بھی ہوئے۔ اشرف غنی کے مطابق یہ سب خدمات ہیں؟ افسوس افغانوں کے اس مردہ ضمیر پر جو پھر بھی اشرف غنی کو ایک سچا اور محب وطن افغان سمجھتے ہیں۔

ان کا یہ کہنا کہ "امریکا اور افغانستان اور امریکا کی مشترکہ قربانیوں کی بدولت امریکا محفوظ ہے" اصل میں امریکا نے اپنے کٹھ پتلی کے ذریعے امریکی عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی، ورنہ حقیقت یہی ہے کہ امریکہ موجودہ وقت میں سب سے زیادہ مشکلات اور عدم تحفظ کا شکار ہے۔ افغانستان میں چودہ سالہ جنگ و جدل کے بعد کچھ بھی امریکا کے ہاتھ نہیں آیا۔ افغانستان میں آج بھی امارت اسلامی کے مجاہدین وسیع علاقوں میں موجود اور متحرک ہیں۔ جو امریکی اور ان کے کاسہ لیس اہلکاروں پر عرصہ حیات تنگ کئے ہوئے ہیں۔ دنیا کے دیگر ملکوں میں بھی امریکی ظالمانہ پالیسیوں کے خلاف عوام اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ امریکی عوام کو پوری دنیا قابلِ نفرت قوم ٹھہری ہے، کسی ملک کا سفر آزاد فضاؤں میں نہیں کر سکتے۔ جنگوں پر سینکڑوں ٹریلین ڈالر اخراجات کے بعد امریکی معیشت زوال پذیر ہوگئی ہے۔ افغانستان میں اپنے پچاس ہزار فوجیوں کی ہلاکت کی خود ہی تصدیق وہ حقائق ہیں جن سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی۔ خاص طور پر اسلامی دنیا میں تو امریکا مکمل طور اپنا اعتماد کھو چکا ہے۔ اکثر اسلامی ممالک جو امریکا کے اتحادی ہیں شدید مشکلات کا شکار ہیں۔ اسلامی ممالک کی نوجوان نسل میں امریکا سے شدید نفرت پائی جاتی ہے۔

اشرف غنی کا طالبان کو افغانی معاشرے میں شامل ہونے کی دعوت ہو بہو امریکی بیان ہے جو وہ گذشتہ چودہ سالوں سے طالبان کے سامنے مختلف طریقوں سے کر رہے ہیں [طالبان افغان معاشرے میں شامل ہوجائیں] میرے خیال میں یہ بیان افغانیت پر ایک بدنما داغ ہوگا کہ ہم امریکا کو یہ حق دیں کہ وہ جسے افغان کہہ دے وہ افغان ہے جسے وہ افغان نہ کہے وہ افغان نہیں۔ البتہ اگر روئے زمین پر واقعی کوئی افغان ہے تو وہ طالبان ہیں کیونکہ طالبان اپنے لباس قول و فعل عادات و اخلاق سے افغانی ثقافت کی مکمل اور جامع نمائندگی کرتے ہیں۔ جبکہ اشرف غنی شکل وصورت لباس اور رہن سہن سے بالکل افغانوں کی نمائندگی نہیں کرسکتے۔ دوسری بات طالبان کی یہ ہے کہ ان کا ذہن اور فکر بھی ان کے لباس کی طرح افغانی ہے جبکہ اشرف غنی نہ شکل وصورت سے افغانی معلوم ہوتے ہیں نہ اپنے فکر اور آئیڈیا سے ان پر افغان ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انہیں اپنے آقاؤں نے غلط درس دیا ہے۔ افغانی معاشرے میں اشرف غنی کا اٹھنا بیٹھنا، بات چیت افغانی معاشرے کی مزاج سے مترادف نہیں ہے اور طالبان کی زندگی اور اجتماعی طور و طریقے افغانی معاشرے کے عین مطابق ہیں۔

اسی طرح طالبان کی صفوں میں کوئی شخص دہری شہریت کا حامل نظر نہیں آئے گا، دوسری طرف اشرف غنی جن کی حکومت، کابینہ، پارلیمنٹ، گورنرز، وزراء، یہاں تک کہ چپڑاسی اور چوکیدار تک سب دہری شہریت کے حامل ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ اشرف غنی سب سے پہلے خود افغان بن جائیں، پھر اپنی کابینہ، پارلیمنٹ، وزراء اور گورنرز وغیرہ کو افغانی معاشرے میں شامل ہونے کی دعوت دیں۔ بعد میں طالبان کے بارے میں سوچیں۔

ملک میں امریکی افواج برقرار رکھنے کے نتائج

امریکی صدر بارک اوباما نے امریکی افواج کے انخلاء کے منصوبے میں تبدیلی اعلان کرتے ہوئے کہاکہ رواں سال کے اختتام تک افغانستان میں تعینات[10500] فوجیوں میں سے "5000" کو نکالیں گے جبکہ 5500 فوجی 2016ء کے اختتام تک افغانستان میں موجود رہیں گے۔اس سے قبل اوباما نے 2016ء کے اختتام تک امریکی سفارتخانہ اور کونسلیٹ کے تحفظ کے لئے ایک ہزار فوجیوں کے علاوہ باقی تمام امریکی افواج کے انخلاء کا اعلان کیا تھا،حالیہ اعلان سابقہ فیصلے سے روگردانی اور عہد شکنی ہے،اس سے واضح ہوتا ہے کہ دشمن تذبذب کا شکار ہے،ان کا افغان فورسز پر اعتماد نہیں ہے۔

توقع ہے کہ وطن عزیز آزاد ہو گا،استعماری قوتوں سے آزادی ملے گی،افغان مسلمان عوام اسلامی اور افغانی روایات کے مطابق اپنے حکمرانوں کا انتخاب کریں گے،وہ اپنے فیصلوں میں آزاد ہوں گے لیکن مکار دشمن نے ان تمام توقعات کے برخلاف اعلان کیا کہ وہ افغانستان سے جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔

بدقسمتی سے ملک کی نیلامی اور قبضہ کو دوام دینے کا بوجھ مخلوط حکومت کے سربراہ اشرف غنی اور عبداللہ کے ناتواں کندھوں پر رکھا گیا،حال ہی میں انہوں نے اپنے آقا کی ہدایت پر امریکہ کا دورہ کیا وہاں پر انہوں نے دو بڑے جرائم کا ارتکاب کیا جن میں ایک امریکی قابض افواج کی موجودگی کو برقرار رکھنے اور فوجی تعاون طلب کرنے کا مطالبہ تھا اور دوسرا بڑا جرم واشنگٹن کے قریب "آرلینگٹن قبرستان" میں افغان غازیوں کے ہاتھوں مارے جانے والے امریکی فوجیوں کی قبروں پر کھڑے ہو کر انہیں خراج عقیدت پیش کرنا اور ان پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کرنا ہے۔یہ دو ایسے جرائم ہیں کہ آئندہ نسلیں بھی انہیں اپنی قبروں میں بھی سزا دینے کے بغیر معاف نہیں کریں گی۔

جارحیت پسندوں کو معلوم ہے کہ جتنا بھی افغانستان پر اپنا قبضہ اور تسلط برقرار رکھے گا افغان عوام ان کے ٹینکوں کا استقبال پھولوں سے نہیں کریں گے بلکہ قابض دشمن کو جانی ومالی نقصان کے علاوہ کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا،جب گزشتہ چودہ برس کے دوران انہیں کامیابی نہیں ملی آئندہ بھی ان کی کامیابی کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکے گا۔

امارت اسلامیہ اپنے اس عزم پر استقامت کے ساتھ کھڑی ہے کہ جب تک قابض افواج کا ملک سے انخلاء مکمل نہیں ہو گا تب تک جہاد جاری رہے گا مجاہدین استقامت اور عزم کے ساتھ ان کے خلاف برسرپیکار رہیں گے،امارت اسلامیہ نے اوباما کے اعلان پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ قابض افواج کے انخلاء کے منصوبے میں تبدیلی سے ملک پر قبضہ اور ناجائز تسلط کو دوام ملے گا جو کہ مصالحت کے خلاف اقدام ہے،اس سے ملک مزید عدم استحکام کا شکار رہے گا۔

امریکی فوجیوں کو برقرار رکھنے کے منصوبے سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ 2015ء میں آسانی سے اپنے اہداف حاصل نہیں کر سکتا اس لئے قبضہ کو دوام بخشنے کا منصوبہ بنا رہا ہے،،دشمن کا خیال ہے کہ مجاہدین کو شکست دیکر کابل کی انتظامیہ کو سہارا دے سکتا ہے لیکن حالات اس کے برعکس نتائج دینے کی نشاندہی کر رہے ہیں،جارحیت پسندوں نے جدید ٹیکنالوجی کے بل بوتے پر گزشتہ چودہ برس کے دوران خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں کی تو اس کے بعد چند ہزار فوجیوں سے بھی مجاہدین کے عزم اور ہمت پر وہ اثرانداز نہیں ہوسکتے،نیٹو افواج میدان جنگ سے انخلاء کے منصوبے پر عمل پیرا ہیں جبکہ میدان جنگ میں صرف چند ہزار امریکی فوجی رہ گئے ہیں۔

جارحیت پسند افواج کے انخلاء کے بعد افغان فورسز کے حوصلے پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں،میڈیا رپورٹس کے مطابق ہر ماہ سینکڑوں اہلکار اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر راہ فرار اختیار کر رہے ہیں یا مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال کر سرنڈر ہو رہے ہیں،کیونکہ فوج کی تشکیل نظریاتی طور پر نہیں ہوئی بلکہ چند ڈالر کی خاطر جرائم پیشہ عناصر کو اکھٹا کیا گیا ہے یا کچھ پرانے کمانڈروں کے لوگ اس میں بھرتی ہوچکے ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ فوج محب وطن نہیں اور نہ ہی ملکی مفادات اور عوام کے تحفظ کے لئے کوئی کردار ادا کر سکے گی۔

میں سمجھتا ہوں کہ افغانستان میں قابض فوجیوں کو برقرار رکھنا وائٹ ہاوس کی سنگین غلطی ہے،اس کا مطلب ہے کہ افغانستان پر امریکہ کا تسلط برقرار رہے گا،عوام کے حقوق سلب رہیں گے اور قوم محکوم رہے گی،ان کی جانب سے قیام امن کے لئے مصالحت کی کوششیں جھوٹ پر مبنی ہیں،ان کی پالیسی میں تضاد ہے،امریکی اقدامات سے افغانستان کے ساتھ اس کی دوستی نہیں بلکہ دشمنی کی راہیں کھلتی ہیں،جس کا خمیازہ اسے بھگتنا پڑے گا۔

انشاء اللہ تعالی

انٹرویو: أبوعابد

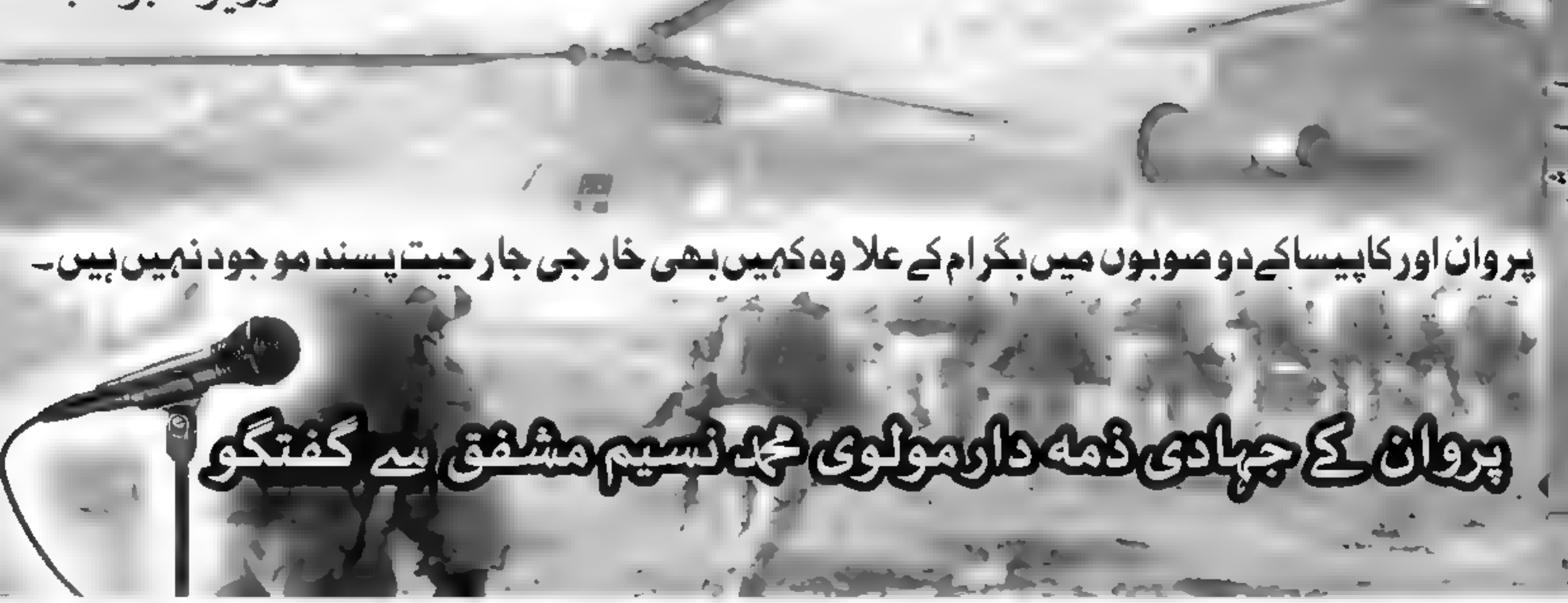

پروان اور کاپیسا کے دو صوبوں میں بگرام کے علاوہ کہیں بھی خارجی جارحیت پسند موجود نہیں ہیں۔

پروان کے جہادی ذمہ دار مولوی محمد نسیم مشفق سے گفتگو

پروان افغانستان کے مرکزی صوبوں میں سے ہے۔ جو دارالحکومت کابل کے شمال میں واقع ہے۔ پروان کے مشرق میں پنجشیر اور کاپیسا کے صوبے، جنوب میں صوبہ کابل اور صوبہ میدان وردگ کے کچھ حصے، مغرب میں صوبہ بامیان اور شمال میں صوبہ بغلان واقع ہیں۔

صوبہ پروان کا رقبہ 5074 مربع کلومیٹر اور آبادی تقریبا ساڑھے پانچ لاکھ ہے۔ صوبہ پروان کے اکثر شہری لسانی اعتبار سے تاجک اور پشتون ہیں۔ اسی طرح اس صوبے میں ہزارہ، ایماق، سید اور دیگر قوموں کے لوگ بھی رہتے ہیں۔ صوبہ پروان کا مرکز چاریکار شہر ہے۔ جبکہ بگرام، کوہ صافی، جبل السراج، سالنگ، شینواری، سیاگرد، سید خیل، سرخ پارسا اور شیخ علی کے اضلاع پر یہ صوبہ مشتمل ہے۔

پروان جو شمالی اور غوربند کے نام سے دو برابر حصوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ یہ علاقہ کثیر آبادی والا سرسبز خطہ ہے۔ یہ صوبہ شمالی جانب سے دارالحکومت کابل کا دروازہ سمجھا جاتا ہے کیوں کہ شمالی علاقوں کی جانب جانے والی بڑی شاہراہ اس کے درمیان سے گذرتی ہے۔

جہادی ذمہ داران سے گفتگو کے سلسلے میں اس بار پیش خدمت ہے صوبہ پروان کے حالات سے متعلق جہادی ذمہ دار سے گفتگو۔

سوال:

محترم مولوی صاحب آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں سب سے پہلے آپ ہمارے قارئین کو اپنا تعارف کرائیں۔

جواب:

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد: آپ کو تمام قارئین کو سلام اور احترام پیش کرتا ہوں۔ میرا نام محمد نسیم مشفق ہے۔ صوبہ پروان کے مرکز چاریکار کا رہنے والا ہوں۔ اور ابھی امارت اسلامیہ کی تشکیلات میں صوبہ پروان کے جہادی امور کی ذمہ داری مجھے دی گئی ہے۔

سوال:

صوبہ پروان کے موجودہ حالات کے حوالہ سے کچھ معلومات دی جائیں کہ وہاں مجاہدین یا دشمن کی حاکمیت کتنی مضبوط ہے اور کس کا اثر و رسوخ زیادہ ہے۔

جواب:

صوبہ پروان میں غوربند کا علاقہ دیکھیں یہاں چار اضلاع ہیں: شینواری، سیاگرد، شیخ علی اور سرخ پارسا۔ شینواری کا ضلع پورا کے پورا مجاہدین کے کنٹرول میں ہے۔ اس ضلع کے صرف مرکز اور عمومی شاہراہ پر دشمن کی پوسٹیں قائم ہیں۔ اطراف ومضافات اور اس ضلع تمام طویل درے مجاہدین کے قبضے میں ہیں۔ مرکز اور عمومی شاہراہ کے علاوہ صرف زنماقہ نامی ایک علاقہ ہے جہاں کچھ اربکی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں دشمن کا عملا کوئی اقتدار نہیں ہے۔ سیاگرد میں بھی تقریبا یہی کیفیت ہے۔ اس ضلع کے اصل علاقے جیسے سیدانو درہ، یخ درہ، سردرہ، واز غر، قمچاق اور دیگر مضافاتی علاقے ہیں جو مجاہدین کے مکمل کنٹرول میں ہیں۔ اس ضلع میں مرکز اور عمومی سڑک کے علاوہ صرف ایک درے میں کچھ اربکی موجود ہیں بقیہ علاقے مجاہدین کے پاس ہیں۔

ضلع شیخ علی میں بھی ایک اہم علاقہ مجاہدین کے کنٹرول میں ہے۔ بقیہ علاقوں میں مجاہدین گوریلا کارروائیاں کرتے ہیں۔ سرخ پارسا میں باوجود اس کے کہ مجاہدین کے زیر کنٹرول کوئی علاقہ نہیں مگر ہر جگہ مجاہدین کی کارروائیاں جاری ہیں اور سیاگرد سے آکر آئے روز یہاں دشمن کی پوسٹوں اور مراکز پر حملے کرتے ہیں۔

ضلع کوہ صافی جو پروان کا ایک اہم جہادی علاقہ ہے۔ یہاں بھی صرف ضلعی مرکز

اور اس سے متصل چند دیہاتوں پر دشمن کا قبضہ ہے بقیہ علاقے جیسے دھن قول، نکاک، جوزک اور اس طرح کے دیگر بہت سے علاقے مجاہدین کے زیر کنٹرول ہیں ۔ مجاہدین گرمیوں اور سردیوں ہر موسم میں وہاں موجود رہتے ہیں ۔ مجاہدین کی کارروائیاں الحمد للہ پوری طرح منظم ہیں۔ صوبہ پروان کے مرکز چاریکار، بگرام، جبل السراج اور سید خیلو میں بھی مجاہدین کے بہت سے گروپ موجود ہیں۔ جو ہمیشہ کارروائیاں کرتے رہتے ہیں۔ اس علاقے میں اب مجاہدین بڑی تعداد میں موجود ہیں ۔ عام لوگ بھی ان سے بہت تعاون کرتے ہیں۔ یعنی مجاہدین نکاب سے غوربند تک مسلح ہو کر پوری آزادی سے آجاسکتے ہیں۔ یا ان علاقوں سے رسد اور کمک حاصل کرسکتے ہیں۔ ان سب سے آپ مجاہدین کی وہاں مضبوطی کا اندازہ لگاسکتے ہیں۔

سوال :

بگرام کا امریکی اڈہ جو افغانستان میں جارحیت پسندوں کا سب سے بڑا مرکز ہے پروان میں واقع ہے ۔ اس اڈے پر کارروائیوں کی حالت کس طرح ہے۔ کیا مجاہدین امریکیوں پر ان کے اڈے کے اندر حملے کرسکتے ہیں؟

جواب :

بگرام پر جس طرح کہ آپ نے میڈیا پر بھی سنا اور دیکھا ہو گا مجاہدین کی کارروائیاں ہر وقت ہوتی رہتی ہیں۔ وہاں مجاہدین پوری قوت کے ساتھ موجود ہیں۔ جب چاہتے ہیں اس اڈے کو راکٹ حملوں کا نشانہ بنادیتے ہیں۔ بگرام اڈے کے قریب دو مراکز میں مجاہدین کی موجودگی مستحکم ہے۔ مشرق کی جانب قلعہ زال سے لے کر نیازیوتک کے پورے علاقے پر مجاہدین کا اثر ورسوخ قائم ہے۔ اسی طرح مغرب میں قلعہ زیو کے ساتھ بھی مجاہدین علانیہ موجود ہیں۔ بگرام میں ہماری گوریلا کارروائیاں امریکی اڈے کے پڑوس میں بھی ہوتی رہتی ہیں۔ ایسا بہت مرتبہ ہوا ہے کہ ہمارے مجاہدین 500 میٹر یا ایک کلو میٹر کے فاصلے سے بگرام اڈے پر حملے کیے ہیں۔ ان حملوں نے دشمن کو بہت موثر نقصان پہنچایا ہے۔ کیوں کہ بگرام اڈے کا آس پاس کا سارا علاقہ گنجان علاقہ ہے وہاں مجاہدین بہت آسانی سے دشمن پر حملے کرسکتے ہیں۔ بگرام اڈے پر بہت سے حملے ہوئے ہیں اور ان میں ہمیشہ دشمن کو نقصان بھی پہنچایا ہے مگر چونکہ یہ امریکا کا انتہائی حساس مرکز ہے اس لیے اس حوالے سے میڈیا پر زیادہ معلومات نہیں دی جاتیں۔

سوال :

پروان میں گذشتہ سال کے خیبر آپریشن کے متعلق معلومات دیں کہ اس صوبے میں کارروائیوں کا سلسلہ کس طرح جاری ہے؟

جواب :

خیبر عملیات کا آغاز اور تسلسل پروان میں بہت کامیاب رہا۔ پہلے مرحلے میں جب آپریشن کا آغاز ہوا پروان میں جہاں مجاہدین پہلے سے تیار تھے بہت کامیاب اور موثر کارروائیاں کی گئیں۔ بعد میں سال کے دوران بھی دشمن پر تمام علاقوں میں موثر حملے ہوئے ۔ ان کارروائیوں میں مجاہدین کی اکثر توجہ بگرام اڈے پر رہی۔ خیبر آپریشن کے سلسلے میں بگرام پر تین مرتبہ فدائی حملے ہوئے اور ہر مرتبہ دشمن کو اس میں بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ اس کے علاوہ مجاہدین کے راکٹ حملے ہمیشہ جاری رہے۔

سردیوں میں دشمن کے ارادے تھے کہ غوربند، شینواری اور سیاگرد کے اضلاع مجاہدین سے خالی کرادیے جائیں ۔ اس مقصد کے لیے آپریشن شروع کیے گئے۔ سینکڑوں ٹینک اور ہزاروں فوجی غوربند بھیج دیے ۔ مگر وہاں بجائے اس کے کہ آپریشن میں وہ آگے بڑھتے اور کامیابیاں حاصل کرتے مجاہدین کو شدید حملوں کا سامنا ہونے لگا اور بعد میں ناکامی سے واپس ہونے لگے۔

گذشتہ سال کی ایک اور اہم کامیابی دعوت وارشاد کے شعبے میں تھی۔ صوبہ پروان میں دعوت وارشاد کے ذمہ دار علماء کرام نے بہت سے علاقوں میں لوگوں کو دعوتیں دیں، مساجد میں تقریریں کیں اور مجاہدین کا مقصد اور دشمن کی سازشوں کے حوالے سے معلومات دیں۔ اسی کی برکت سے ایک جانب لوگوں کے ذہنوں سے شکوک وشبہات مٹ گئے اور دوسری طرف اربکی سازی جیسے دشمن کی ناپاک سازشوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اسی طرح بہت سے ایسے افراد جنہوں نے پہلے دشمن کی

جہاد اور ہر عمل میں سب سے اہم نیت ہے۔ جہاد ایک عظیم عبادت ہے۔ مجاہدین بڑے ہیں یا چھوٹے اپنی نیتیں صحیح کریں ۔ نیت اللہ تعالی کی رضا بنائیں۔ مجاہدین کو ہمیشہ اللہ کی جانب متوجہ رہنا چاہیے۔ فتح اللہ تعالی سے مانگیں۔ جب اللہ تعالی کی مدد نہ ہو ظاہری وسائل سے فتح حاصل نہیں کی جاسکتی۔
ہمارے ساتھی الحمد للہ قربانی کے لیے تیار غیور مجاہدین ہیں۔ تھوڑا سا اگر اخلاص اور اصلاح کی کوششیں بڑھادی جائیں ان شاء اللہ فتح آجائے گی۔ اللہ کرے ہم سب میں سچے مجاہدین کی صفات پیدا ہو جائیں۔

صفوں میں کام کیا تھا اب دشمن کی صفوں سے نکل کر مجاہدین سے مل گئے۔

سوال :

مولوی صاحب شکریہ، صوبہ پروان کے بارے میں آپ نے مفید معلومات ہم سے شریک کردیں۔ صوبہ کاپیسا تمھارے پڑوس میں ہے اور شاید مجاہدین کے بھی آپس میں قریبی تعلقات ہوں۔ اس صوبے کے حوالے سے مختصر معلومات قارئین کے ساتھ شریک کردیں کہ وہاں جہادی حالات کیسے ہیں؟

جواب :

صوبہ کاپیسا کے حالات بھی الحمدللہ بہت باعث فخر ہے۔ یعنی اس کے اکثر علاقے مجاہدین کے زیر کنٹرول ہیں۔ مثال کے طور پر ضلع تگاب اور الہ سائی کے اضلاع میں صرف ضلعی مراکز یا عمارتوں میں دشمن موجود ہے۔ اس کے علاوہ دیگر علاقے مکمل طور پر فتح ہوچکے ہیں۔ یہاں تک کہ تگاب میں تو اب ضلعی بازار میں بھی مجاہدین آتے جاتے ہیں۔ اس لیے ان دو اضلاع میں حالات بہت اچھے ہیں۔ نجراب میں بچہ غان نامی بڑا علاقہ فتح ہوگیا اور مجاہدین کے قبضے میں ہے۔ حپہ، درہ کلان اور کچھ علاقوں میں دشمن کی فوجیں موجود ہیں۔ کوہستانات میں بھی مجاہدین وسیع پیمانے پر موجود ہیں اور کارروائیاں کرتے ہیں۔ اسی طرح مرکز محمود راقی کے شوخی کا علاقہ مجاہدین کے قبضے میں ہے۔ اس کے دیگر خطوں مجاہدین موجود ہیں اور بھرپور کارروائیاں کرتے ہیں۔

پروان اور کاپیسا کے دونوں صوبوں میں بگرام کے علاوہ کہیں بھی خارجی جارحیت پسند موجود نہیں ہیں۔ صرف نجراب کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہاں کچھ امریکی موجود ہیں مگر وہ شک والی بات ہے کہ ہیں یا نہیں۔ الحمدللہ کاپیسا میں حالات بہت اچھے ہیں۔

سوال :

امریکیوں کہنا ہے کہ افغانستان میں انہوں نے جنگ کا طریقہ تبدیل کردیا ہے۔ یعنی زمینی کارروائیوں کی بجائے ان کا زیادہ انحصار ڈرون حملوں پر ہوتا ہے۔ ڈرون حملوں سے مجاہدین کی راہ میں یہ لوگ رکاوٹیں کرنا چاہتے ہیں۔ پروان جہاں بگرام کا اڈہ بھی ہے، اور شاید وہاں ڈروں طیاروں کی گشتیں اور حملے زیادہ بھی ہوں، امریکا کے اس نئے تیکنیک سے مجاہدین کی کارروائیوں پر کتنا اثر پڑا ہے۔ اور یہ مجاہدین کی راہ میں کتنی مشکلات کھڑی کرپائے ہیں؟

جواب :

امریکا کے ڈرون طیاروں کے حملوں سے شروع شروع میں مجاہدین کچھ ناواقف تھے اس لیے کچھ نقصان ضرور ہوا۔ مثلاً گذشتہ سال پروان میں ہمارے ضلعی جہادی سربراہ مولوی شاہین صاحب ڈرون حملے شہید ہوئے، اسی طرح کاپیسا میں قاری بریال صاحب بھی اسی طرح کے حملے میں شہید ہوگئے۔ مگر اب ان علاقوں میں مجاہدین ان کی ٹیکنالوجی سے واقف ہوگئے ہیں۔ مجاہدین بہت احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ اس لیے کافی عرصہ سے ڈرون حملوں میں کوئی نقصان نہیں ہوا۔

ڈرون حملے واقعتاً بہت خطرناک تیکنیک ہے۔ مگر مجاہدین کو بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ ٹیلیفون، ظاہری صورت اور گشت کرتے ہوئے احتیاط سے کام لیں۔ اس طرح کے احتیاط سے پھر ان کا یہ ذریعہ بھی ناکام ہوجاتا ہے۔ الحمدللہ پروان میں یہ لوگ تاحال مجاہدین کے سامنے رکاٹیں ڈالنے میں کامیاب نہیں ہوسکے۔

سوال:

مولوی صاحب گفتگو کے آخر میں اگر آپ کے پاس کوئی پیغام ہو جو آپ مجاہدین تک یا عام لوگوں تک پہنچانا چاہتے ہیں امید ہے آپ ہم سے شریک کریں گے۔

جواب :

میرا پیغام یہ ہے کہ جہاد اور ہر عمل میں سب سے اہم نیت ہے۔ جہاد ایک عظیم عبادت ہے۔ مجاہدین بڑے ہیں یا چھوٹے اپنی نیتیں صحیح کریں۔ نیت اللہ تعالیٰ کی رضا بنائیں۔ مجاہدین کو ہمیشہ اللہ کی جانب متوجہ رہنا چاہیے۔ فتح اللہ تعالیٰ سے مانگیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی مدد نہ ہو ظاہری وسائل سے فتح حاصل نہیں کی جاسکتی۔

ہمارے ساتھی الحمدللہ قربانی کے لیے تیار غیور مجاہدین ہیں۔ تھوڑا سا اگر اخلاص اور اصلاح کی کوششیں بڑھادی جائیں ان شاءاللہ فتح آجائے گی۔ اللہ کرے ہم سب میں سچے مجاہدین کی صفات پیدا ہوجائیں۔

شکریہ مولوی صاحب

آپ کا بھی بہت شکریہ

طالبان کی کارروائیاں اور چند حقائق

تحریر: موسیٰ فرہاد

امریکہ کی خارجہ امور کے وزیر ہنری کسنجر نے 11 ستمبر کے واقعے کے بعد کہا کہ امریکہ دنیا کی سپر پاور طاقت ہے، اگر انتقام لینے کے لئے افغانستان پر حملہ نہ کیا گیا تو ایک سپر پاور کی توہین ہوگی، افغانستان پر امریکی حملے ناگزیر ہوگئے، دہشت گردوں سے انتقام لیا جائے گا اور اس میں کامیابی حاصل کریں گے۔

ہنری کسنجر کی طرح بہت سارے امریکی اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ کامیابی ان کا مقدر ہے، ان کے خیال میں شکست صرف ان کا دشمن ہی کھائے گا، اس لئے بش نے ادھی رات افغانستان پر میزائلوں سے حملہ کیا اور اپنے خطاب میں کہا کہ اس معرکہ میں ہم ہی کامیابی حاصل کریں گے اور ہمیں تھکاوٹ بھی محسوس نہیں ہوگی، ہمیں دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی، ہمارا دشمن جہاں بھی ہوگا ہم اس کو نیست ونابود کریں گے۔

2001ء میں درجنوں کفری ممالک کے تعاون سے افغانستان پر فوج کشی کی حماقت کی گئی، فوجیوں کو یہاں لانے کی غلطی کی گئی، ملک بھر میں فوجی اڈے بنائے گئے، کابل میں کٹھ پتلی حکومت مسلط کرکے سابق کمانڈروں اور جرائم پیشہ عناصر سے افغان نیشنل فوج، پولیس اور پھر حکومتی حامی ملیشیا کے اہلکاروں پر مشتمل لشکر تشکیل دیئے گئے، قوم کے خلاف انہیں مسلح کرکے مدمقابل لا کھڑا کیا اور ڈالر کے بل بوتے پر بہت سارے ضعیف العقیدہ اور بے روزگار لوگوں کو ملک کے باغی بنا کر اپنی خدمت پر مامور کردیا۔

امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے ان اقدامات کو اہم کامیابی قرار دیا، ان کا خیال نہیں تھا کہ ہمیں افغان مجاہد عوام کی شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا جس کے نتیجے میں ہمیں تاریخی شکست سے دوچار ہو کر یہاں سے بھاگنا پڑے گا۔

افغانستان پر قبضہ کرنے کے بعد افغان مجاہد عوام نے مزاحمت کا راستہ اختیار کرکے امریکہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا اور اسے بدترین شکست ہوئی، ہر نئے سال طالبان اپنی کارروائیوں میں تیزی لاتے تھے، امریکی فوجی حکام نے مزید فوج اور فوجی وسائل بھیجنے کا مطالبہ کیا، 2011ء میں امریکی کمانڈر مایک مولن نے کہا:

I don't know how long the war will last, but we know that the situation has worsened in the past three and half years and now the Taliban are in a better position... ------ General Mike" Mullen Chairman of the Joint Chiefs of Staff from October 1, 2007 to September 30, 2011

مجھے نہیں معلوم کہ یہ جنگ کس طرح ختم ہوگی لیکن ہم جانتے ہیں کہ گزشتہ ساڑھے تین برسوں سے صورتحال خراب ہے اور طالبان اب بہتر پوزیشن میں ہیں، انہوں نے امریکی حکومت کو ایک خط لکھا کہ ہم اپنا مقصد افغان عوام کا تحفظ بھول گئے ہیں، اب ہمارے فوجیوں کی تمام تر توجہ اپنی حفاظت پر مرکوز ہے، اب تک ایک ہزار ارب ڈالر سے زائد اخراجات صرف ہوچکے ہیں لیکن اب تک کوئی خاص قابل ذکر کامیابی ہمیں نہیں ملی ہے، اب ہمیں ایسے امور پر غور کرنا چاہیے جو ہمیں ان گھمبیر حالات سے نکالیں۔

بلاشبہ امریکہ کو افغان جنگ کی بھاری قیمت چکانا پڑے گا، گزشتہ 14 برسوں کے دوران امریکہ کے چار سے چھ ٹریلین ڈالر اخراجات صرف ہوچکے ہیں، اگر تمام امریکی شہریوں پر اتنی خطیر رقم تقسیم کریں تو فی کس کو 77 ہزار ڈالر مل سکتے ہیں۔ گو کہ اس جنگ میں فی کس امریکی کا 77 ہزار ڈالر نقصان ہوا، اس لئے امریکی تاریخ میں یہ سب سے مہنگی ترین جنگ قرار دی جاتی ہے۔

مجبوراً امریکہ نے انخلاء کا اعلان کردیا، اور ساتھ یہ بھی کہا کہ ہم نے اپنے اہداف حاصل کرلئے، مزید ملکی انتظام افغان فورسز کے حوالہ کیا جائے گا، افغان نیشنل آرمی میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ طالبان کا مقابلہ کرسکے، قابض دشمن نے غیر اعلانیہ طور پر شکست کا راستہ اختیار کیا، انہوں نے بش اور کسنجر جیسے مشاورین کے مشوروں پر عمل کرکے اب پشیمان نظر آرہے ہیں، سابق امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے اپنی کتاب (Duty) میں اور برطانیہ کے سابق سفیر شیرارڈ کوپر کولز نے اپنی کتاب (Kabul's Letters) میں ایک جیسا لکھا ہے کہ افغانستان کے حوالے سے نہ صرف امریکہ اور نیٹو نے سنگین غلطی کی بلکہ اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل نے بھی تاریخی غلطی کا ارتکاب کیا کہ آنکھیں بند کرکے امریکہ کی حمایت کی اور اس طرح غیر معقول فیصلوں کے باعث ایک عالمی پالیسی ساز ادارے کو بدترین شکست سے دوچار کردیا۔

بلاشبہ امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک افغانستان میں بدترین شکست سے دوچار ہوئے تاہم کچھ لوگ ان کی شکست تسلیم کرنے میں اس لئے تذبذب کا شکار ہیں کہ امریکہ اب بھی ان کے لئے معاشی طور پر سپر پاور ہے اور ان کے ساتھ مالی تعاون کررہا ہے، اس لئے وہ امریکہ کی شکست تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ میڈیا نے اس کی شکست پر اب تک پردہ ڈال رہا ہے، جنگ کے اس پورے دورانیہ میں

میڈیا نے بھرپور کوشش کی کہ امریکہ کی برتری ثابت کرے، کیونکہ ایک صدی سے مغرب بالخصوص امریکہ میڈیا پر بہت زیادہ رقم خرچ کررہا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے اپنی تہذیب دوسروں پر مسلط کرنے اور اقتصادی اور فوجی پالیسیوں کو مشتہر اور قائم کرنے میں کامیاب رہے۔

اس وقت دنیا کے 90 فیصد میڈیا ایسے 5 بڑے (Hypermedia Companies) امریکی کمپنیوں جو مغرب اور امریکہ کے مفادات کا تحفظ کررہی ہیں، کے مالی کنٹرول میں ہیں اس لئے میڈیا بھی بھرپور طاقت کے ساتھ کوشش کرے گا کہ تمام حقائق کو منفی اور امریکہ کے بہتر مفاد میں شائع کرے، افغان مجاہدین کی کامیابی کو چھپانا بھی میڈیا کا کردار ہے۔

تاہم حقیقت یہ ہے کہ امارت اسلامیہ کے جانثار مجاہدین نے کٹھ پتلی حکومت اور اس کے تمام آقاوں کے مذموم عزائم اور منصوبے خاک میں ملادیں، ہر سال موسم بہار کی آمد کے ساتھ ساتھ نئے نام اور نئی حکمت عملی کے ساتھ جہادی کارروائیاں شروع کرنے کا اعلان کرتے ہیں، جو کہ ہربار دشمن کے بھاری جانی ومالی نقصان ہوتا ہے۔

رواں سال بھی مجاہدین نے بہترین انتظامات کے ساتھ پورے ملک میں قابض افواج اور کٹھ پتلی اہلکاروں کے خلاف اپنی کارروائیاں تیز اور منظم کرنے کا اعلان کردیا اگرچہ اب تک بڑے پیمانے پر اپریشن شروع نہیں کیا ہے، تاہم ملک کے بعض علاقوں میں حملے ہورہے ہیں جس نے دشمن کو بوکھلا دیا ہے۔ رواں سال کے ابتدائی تین ماہ میں مجاہدین کی جانب سے دشمن پر دو ہزار اٹھ سو سولہ 2816 حملے ہوچکے ہیں، جن کے نتیجے میں دشمن 6375 اہلکار ہلاک اور زخمی ہوگئے ہیں، جس میں 53 غیر ملکی قابض فوجی شامل ہیں، ان میں 818 ٹینک اور فوجی گاڑیاں تباہ ہوئیں۔ جبکہ 339 مجاہدین شہید یا زخمی ہوگئے ہیں۔ یہ وہ اعداد و شمار ہیں جنہیں دجالی میڈیا نے ہمیشہ چھپانے کی کوشش کی اور مجاہدین کی کامیابی سے ہمیشہ انکار کررہا ہے تاکہ کسی کو امریکی شکست کا پتہ نہ چلے کیونکہ پھر اس کے ساتھ امریکی حکومت کا مالی تعاون خطرے سے دوچار ہوسکتا ہے۔

کابل کے کٹھ پتلی انتظامیہ اس لئے بھی بھوکلاہٹ کا شکار ہے کہ حال ہی میں کئی اہم جنگجو کمانڈر مجاہدین کے منظم حملوں میں ہلاک ہوگئے۔ جیسا کہ صوبہ روزگان کے مطیع اللہ خان جو علاقے میں مشہور ظالم کمانڈر اور امریکہ کا بہت قریبی اور بااعتماد ساتھی تھا، وہ سنگین انسانی جرائم کا مرتکب تھا اور قندھار کے ظالم کمانڈر رازق سے کم نہیں تھا۔

اسی طرح صوبہ ہلمند کے مشہور ظالم کمانڈر حکمت اللہ حنظل، پکتیکا صوبے کے ایک معروف جنگجو کمانڈر موسی خان اندڑ، صوبہ پروان کے مشہور جنگجو کمانڈر غلیل اللہ ضیائی، قندہار کے ظالم کمانڈر ظاہر اور صوبہ غزنی کے معروف جنگجو کمانڈر امان اللہ اور اسی طرح شمالی مغربی اور مشرقی صوبوں میں بڑی تعداد میں ایسے ظالم جنگجو کمانڈر جنہیں براہ راست امریکہ نے جنگی سامان اور اسلحہ سے لیس کیا تھا اور کابل حکومت بھی ان پر نازاں تھی، ایک مختصر مدت میں پے در پے حملوں میں مجاہدین نے ان کو ہلاک کردیا گیا۔ اب صرف رازق جیسے چند ظالم اور سنگین انسانی جرائم کے ملوث کمانڈر رہ گئے ہیں جو مجاہدین کے نشانہ پر ہیں۔

صوبہ فاریاب اور بدخشان میں طالبان کی روزافزوں ترقی نے بھی کابل انتظامیہ کو ہلا کر رکھ دیا۔ کابل کے اپنے میڈیا نے کہا کہ: بدخشان میں طالبان سے جھڑپ میں 80 سے زائد فوجی اہلکار ہلاک ہوگئے ہیں۔ اس سے قبل بھی پارلیمان میں بدخشان کے نام نہاد نمائندوں نے مخلوط حکومت کے سربراہ پر زور دیا تھا کہ بدخشان کے 12 اضلاع پر حکومت کا کنٹرول کمزور ہوتا جارہا ہے جن پر کسی بھی وقت مخالفین قبضہ کرسکتے ہیں لہذا ان کے ساتھ تعاون کیا جائے۔

اور اسی طرح صوبہ ہلمند میں کٹھ پتلی حکومت نے ذوالفقار اپریشن شروع کردیا، جو شرمناک شکست سے دوچار ہوا، مجاہدین کے زیر کنٹرول علاقوں پر تو قبضہ نہیں کیا بلکہ برعکس جن علاقوں پر فورسز کا قبضہ تھا وہاں سے بھی فوجی اہلکار پسپا ہوگئے، درجنوں فوجی ہلاک یا گرفتار ہوگئے، انہوں نے شہریوں کو ہراساں کیا، علاقے کے نمائندوں نے صوبائی کونسل کے اجلاس میں فوجیوں کے مظالم پر روتے ہوئے بیان کیا اور خود ہر چیز کا اعتراف کیا۔

ان کی شکست کے حوالے سے امریکہ کے وال سٹریٹ کے صحافی کی رپورٹ کے کچھ نکات پیش خدمت ہے، وہ لکھتے ہیں:

اس آپریشن کے لئے بہت پروپیگنڈے کیے گئے لیکن افغان فورسز اس فوجی اپریشن ناکام رہی۔

مذکورہ اخبار نے لکھا ہے کہ کابل حکومت نے صوبہ ہلمند میں بہت بڑا آپریشن شروع کیا اور تمام تر توجہ ضلع سنگین پر مرکوز رکھا جس پر عرصہ دراز سے طالبان کا کنٹرول ہے۔

وال سٹریٹ اخبار نے مزید لکھا ہے کہ افغان فوج نے اس آپریشن میں کامیابی حاصل کرنے کا دعوی کیا لیکن علاقے کے لوگوں نے کہا ہے کہ فوجیوں کو جلد ہی اس ضلع سے پسپا کردیا گیا اور اب تمام علاقے طالبان کے کنٹرول میں ہیں۔

اخبار نے کہا ہے کہ ضلع سنگین میں پولیس نے کہا ہے کہ جن لوگوں کے حکومت کے ساتھ تعلقات تھے وہ ضلع سے فرار ہوگئے ہیں۔

مذکورہ اخبار نے لکھا ہے کہ وزارت دفاع کے ڈپٹی ترجمان دولت وزیری نے وال سٹریٹ صحافی کو بتایا ہے کہ سنگین سے طالبان کو نکال دیا گیا ہے لیکن وہاں کے رہائشی لوگوں کا کہنا ہے کہ اب بھی تمام علاقے طالبان کے کنٹرول میں واقع ہے۔

اوپر مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ طالبان کی موجودہ کارروائیوں سے دشمن نہ صرف خوفزدہ ہے بلکہ اس کو ہلا کر رکھ دے گا اور رواں سال دشمن کو پتہ چلے گا کہ اس کے سیاسی اور فوجی تسلط ختم ہونے کے دن قریب ہیں اور وہ اپنے منطقی انجام کو پہنچنے والا ہے۔ اگر اللہ نے چاہا۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز

⊙⊙⊙

امارت اسلامیہ افغانستان ،شعبہ تعلیم وتربیت

حصول تعلیم میں امتحان کی افادیت واہمیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امتحان حقیقت میں انسان کی زندگی کے ساتھ شروع ہوتا ہے اورانسانی زندگی کے ہر مرحلہ پر امتحان لیاجاتاہے، خیروشر،راحت ومصیبت کے ذریعہ اللہ تعالی اپنے بندوں کاامتحان لیتاہے، اللہ تعالی کا ارشادہے۔

(الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم أیکم أحسن عملا) ترجمہ:وہی عظمت والا خدا ہے جس نے موت وحیات کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے ۔یہ امتحان اس لئے لیاجاتاہے تاکہ انسان اپنی زندگی کوان اصولوں کے مطابق گزار سکیں جس میں کامیابی کاراز مضمرہے،ہرانسان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ امتحان میں اچھے نتائج حاصل کرے۔

انسان کی تعلیمی زندگی میں امتحان کی اہمیت اور کردار بہت اہم ہوتاہے،سال میں کئی بارامتحان لینے کامقصد طلبہ میں پوشیدہ ومستور صلاحیتوں کااندازہ لگاناہوتاہے،امتحان تعلیمی سلسلے کانچوڑہے،طلبہ میں جومختلف صلاحیتیں ہوتی ہیں ان کو مستند اوراجاگر کرنے کی سبیل امتحان ہی ہے،امتحان سے طالبعلموں کی استعداد کو بڑھایاجاسکتاہے کیونکہ امتحان لینے سے طالب علم معمول سے زیادہ محنت کرتے ہیں تاکہ وہ امتحان میں اچھے نمبروں سے پاس ہوجائیں۔

اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے امارت اسلامیہ افغانستان کے شعبہ تعلیم وتربیت نے ملک کے دینی مدارس میں ایک نصاب رائج کرنے، نظم ونسق برقرار رکھنے اور تعلیمی نظام کومزید باہم مربوط بنانے کے علاوہ مدارس میں بیک وقت امتحان شروع کرنے کاسلسلہ بھی شروع کردیااس سے نہ صرف مدارس کو پروان چڑھنے اور مسابقت میں رہنے کا بہترین موقع فراہم ہوتاہے بلکہ اس ہمہ گیر ارتباط کی وجہ سے انہیں کارکردگی ومعیار کے لحاظ سے امتیاز بھی حاصل ہوجاتاہے،اس نیٹ ورک کے تین سال ہوگئے ہیں، تمام مدارس بہترین نظم ونسق،اخلاص اوراحساس ذمہ داری کے ساتھ اس نیٹ ورک کاحصہ بن رہے ہیں، الحمدللہ رواں سال کاسہ ماہی امتحان تمام مراکزامتحان میں "بیک وقت"22 محرم الحرام کے روزشروع ہوا جو چھ روز تک مسلسل جاری رہااور 27 محرم الحرام کو اختتام پذیرہوا،امارت اسلامیہ کے اس امتحانی نیٹ ورک میں قریبا 471 مدارس،2543 اساتذہ کرام،49993 طلبہ، 1090 نگران اورامارت اسلامیہ کے شعبہ تعلیم وتربیت کے 50رہنماوں نے حصہ لیاجو افغانی مدارس کی وحدت اور نظم وضبط کی بہترین مثال ہے بلکہ افغانی مدارس کی تاریخ میں پہلی اہم کامیابی ہے۔

اس مختصرسی تفصیل کے بعد حصول تعلیم کے سلسلے میں امتحان کی اہمیت اورامتحانی عمل پرایک طائرانہ نظرمیں پیش خدمت ہے،امتحان کے اصول اور ضوابط کیاہیں،امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کے اسباب کیاہیں،ان عوامل کو جاننے کے بعدہم امتحان کی حقیقت اوراس کے مطلوبہ نتائج کو سمجھ سکتے ہیں،ذیل میں چندسوالوں کی طرف اشارہ کریں گے۔

امتحان کی افادیت۔

امتحان سے خوفزدہ ہونے کے اسباب۔

خوف اور گھبراہٹ کی علامات۔

خوف دور ہونے کے طریقہ کاراوراس سلسلے میں اہل خانہ،استاداور شاگرد کاکردار۔

مکمل اور گہرامطالعہ۔

امتحان سے قبل ہدایات۔

امتحان کے وقت ہدایات،

سب سے پہلے امتحان کے فائدے:

امتحان انسانی زندگی میں بنیادی کردار کااہم عنصرہوتاہے تاہم بالخصوص حصول تعلیم میں امتحان نہایت اہم کرداراداکرتاہے،امتحان کس طرح انسان کی زندگی پراثرانداز ہوتاہے ذیل میں چندامور کی طرف اشارہ کررہاہوں۔

1:۔امتحان ہمت اور جذبہ پیداکرتاہے اورذہن کو تیز کرتاہے۔

2:۔انسان کو کھیل کوداوروقت ضائع کرنے سے روکتاہے۔

3:۔ زندگی میں نظم وضبط کاعمل پیداکرتاہے اوربدنظمی کی روک تھام کاسبب بنتاہے۔

4:۔ سستی،غفلت اورخواب کی روک تھام کرتاہے۔

5:۔ ہرکسی کو یہ اعتماددیتاہے کہ جوشخص بھی کوشش کرے اس کو ثمرہ مل جاتاہے۔

6:۔ ہر کسی کو بتاتا ہے کہ ہدف اور مقصد حاصل کرنا محض خوابوں اور خیالات سے ممکن نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے بلند عزم، ہمت اور کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔

7:۔ حصول تعلیم میں زیادہ کوشش کرنے کا سبب بنتا ہے۔

امام یحی بن ابی کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں (لایستطاع العلم براحة الجسم) علم جسم کی راحت سے حاصل نہیں ہوتا، ایک عالم دین نے لکھا ہے کہ اگر ہمارے بچے ہمیشہ ایسی کوشش کرتے تھے جس طرح وہ امتحان کے وقت کرتے ہیں تو اس امت میں بہت بلند پایہ کے علماء پیدا ہو جاتے۔

امتحان کی وجہ سے انسان کی زندگی میں نمایاں تبدیلی آجاتی ہے، بالخصوص طالب علم امتحان کے وقت اچھے نتائج کے حصول کے لئے دن رات ایک کر کے محنت کرتا ہے اور اس کی کوشش ہوگی کہ وقت ضائع نہ کریں، وہ کوشش اور محنت جاری رکھنے سے محظوظ بھی ہوتا ہے، اس کی ہمت اور حوصلہ بلند ہوتا ہے اور اس کو اطمنان ہوتا ہے کہ محنت اور کوشش کی بدولت ضرور اسے کامیابی ملے گی۔

امتحان سے خوفزدہ ہونا اور اس کے اسباب:

کچھ طالب علم امتحان سے خوف محسوس کرتے ہیں اور جب امتحان کا وقت قریب آتا ہے تو وہ اضطراب اور تشویش میں مبتلا ہوتے ہیں، وہ مطالعہ بھی چھوڑ دیتے ہیں اور محنت کرنے سے بھی گھبراتے ہیں، تاہم طلبہ میں کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے فرق پایا جاتا ہے، ذیل میں اس کے اسباب طشت از بام کروں گا۔

1۔ بعض اوقات طالب علموں کے ساتھ ان کے دوست، اہل خانہ، سرپرست اور احباب یہ وعدہ کرتے ہیں کہ پوزیشن لینے پر تم کو انعام سے نوازا جائے گا اور اگر پوزیشن نہیں لیا تو پھر تمہیں حقارت کی نگاہ سے ہم دیکھیں گے، اس وجہ سے بھی طالب علم خوفزدہ ہو کر تشویش میں مبتلا ہوتا ہے اور اس کا ذہن خلفشار کا شکار رہتا ہے۔

2۔ کبھی استاد کی جانب سے ڈانٹا جاتا ہے اگر مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کئے تو پھر تمہاری خیر نہیں ہوگی۔

3۔ غفلت اور لاپروائی سے جب کوئی طالب علم گھر میں مطالعے اور سبق پڑھنے کا انتظام نہیں کرتا، جب اس کے مطالعے کا قیمتی وقت ضائع ہو جائے تو پھر امتحان کے وقت متعدد کتابوں کا مطالعہ کرنا اس کے لئے دشوار معلوم ہوتا ہے، اس لئے وہ دلبرداشتہ ہو کر امتحان کے وقت محنت چھوڑ دیتا ہے۔

4۔ خوداعتمادی کا فقدان، میں امتحان میں اچھے نمبر حاصل نہیں کر سکتا، دوسرے طلبہ مجھ سے استعداد میں اچھے ہیں، اگر میں نے اچھے نمبر حاصل نہیں کئے تو اہل خانہ، اساتذہ اور دوستوں کے سامنے شرمندہ رہوں گا۔

5۔ امتحان کے لئے گھر یا مدرسہ میں گھمبیر حالات بنانا، گو کہ امتحان سر پر آگیا، وقت کم ہے، امتحان سخت ہے، اس وجہ سے بھی طالب علم گھبراہٹ کا شکار ہوتا ہے۔

خوف اور گھبراہٹ کی علامات :

بعض اوقات طلبہ کو خوف اور گھبراہٹ کا احساس نہیں ہوتا، خوف کی چند واضح علامات درج ذیل ہیں۔

۔ درد سر
۔ جسم میں گرمی کی زیادتی
۔ سانس کی تکلیف
۔ جسم اور ہاتھوں کا پسینہ
۔ دل کی دھڑکن
۔ جسم اور آواز کی تھرتھراہٹ

چہارم، خوف دور کرنے اور کامیابی حاصل کرنے کا اعتماد پیدا کرنا:

طلبہ سے خوف اور گھبراہٹ دور کرنے اور امتحان کے وقت ان میں اعتماد اور خوداعتمادی پیدا کرنے کے لئے چند تجاویز پیش خدمت ہیں البتہ اس کے لئے استاد، اہلخانہ اور امتحان کا ماحول سب اثرانداز ہو سکتے ہیں، ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ پر موثر ہے، طلبہ کے اندر خوداعتمادی پیدا کر کے انہیں ایک روشن علمی مستقبل کے لئے تیار کرنا ہے۔ اس موضوع پر ذیل میں چند نگارشات پیش کریں گے۔

مکمل اور گہرا مطالعہ کرنا:

الف۔ مطالعے کے وقت اور مطالعے سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لئے درج ذیل امور کا خیال رکھنا چاہیے۔

1۔ مطالعے کے وقت اللہ تعالی کو یاد کرنا۔

2۔ باوضوء ہو کر صاف ستھرا ماحول میں مطالعہ کرنا۔

3۔ کم از کم دن میں چار یا پانچ بار مطالعہ کرنا چاہیے لیکن اس کے لئے تفریح اور ذہن کی تازگی ضروری ہے یا اپنے طبع کے موافق کوئی چیز کھائے۔

5۔ مطالعے کے وقت روشنی کے سامنے نہیں بیٹھنا چاہیے تاکہ آنکھوں کو نقصان نہ پہنچے اور لکھنے کے وقت بھی کاغذ پر ہاتھ یا قلم کا سایہ نہ پڑے۔

6۔ مطالعے کے وقت ایک استاد کی طرح اپنے ذہن میں چند سوالات سوچیں۔

7۔ جو بھی کتاب یا مضمون مطالعہ کرنا ہے، اس کے ساتھ دلچسپی موجود ہو، کیونکہ اگر اس میں دلچسپی موجود نہ ہو تو وہ ذہنی طور پر تھکاوٹ محسوس کریں گے۔ اگر کسی مضمون کے ساتھ دلچسپی نہ ہو تو کوشش کریں کہ ذہنی طور اس کے لئے تیار ہو جائیں

تاکہ شوق سے پڑھیں۔

ب۔ امتحان سے قبل ہدایات:

۔ اللہ تعالی پر توکل کرنا اور اس سے مدد مانگنا۔

۔ امتحان سے نفرت نہ کرنا اور ذوق سے اس کی تیاری کرنا اور نئے ہدف کے طور پر اسے حاصل کرنا۔

۔ لغو مشاغل جیسے موبائل، کمپیوٹر وغیرہ سے دور رہنا۔

۔ سابقہ امتحان کے سوالیہ پرچوں کا مطالعہ کرنا۔

۔ گزشتہ خامیاں دور کرنے کی کوشش کرنا۔

۔ امتحان کے لئے محنت اور مطالعے کا شیڈول طے کرنا۔

۔ تمام ضروری اشیاء جیسے کتاب، قلم، دوات، کاغذ، پنسل، ربڑ وغیرہ پہلے سے تیار رکھنا۔

۔ مطالعے اور درس کے لئے شیڈول طے کرنا، مطالعہ، آرام، تفریح اور کھیل کے لئے وقت کا تعین کرنا اور ایک کام کے وقت دوسرا کام نہ کرنا۔

۔ وقت مقررہ پر امتحانی ہال میں داخل ہونا۔

۔ امتحان کی ہدایات کو سمجھنا اور ان پر پورا عمل کرنا۔

۔ امتحانی ہال میں تمام ضروری اشیاء لے جانا۔

۔ تمام سوالوں کے لئے ذہنی طور پر تیار رہنا۔

۔ سوالیہ پرچے کے تمام سوالوں کا پہلے مطالعہ کرنا اور ان کو سمجھنا۔

۔ امتحانی ہال میں دوسروں کو نہ دیکھنا تاکہ دھیان کسی اور طرف نہ رہے۔

۔ وقت ضائع نہ کرنا اور جواب شروع کرنا۔

۔ پہلے آسان سوالوں کے جواب تحریر کرنا، پھر متوسط سوالوں کے جواب لکھنا اور آخر میں مشکل سوالوں کے جواب حل کرنا۔

۔ جوابی پرچہ جلدی جمع نہ کرنا اور اطمنان کے ساتھ سوالوں کے جوابات لکھنا۔

۔ اپنا ذہن ہر قسم تشویش سے خالی کرنا۔

شاگرد کے لئے خصوصی ہدایات:

۱۔ طالب علم مطالعہ کے لئے ایک وقت متعین کریں تاکہ تمام اسباق رات کے لئے نہ چھوڑیں۔

۲۔ امتحان کے دنوں میں خواب اور آرام کا بھی لحاظ رکھیں، تفریح کے لئے بھی وقت نکالیں اور ممکن حد تک کھانا بھی اپنے وقت پر کھانے کی کوشش کریں۔

۳۔ متحرک رہنے کی کوشش کریں سارا دن ایک کمرے میں نہ گزاریں، اگر ممکن تھا تو کسی باغیچہ، سبزہ زار، چمن، پھولوں اور فصلات کی تفریح کریں۔

۴۔ خود اعتمادی پیدا کرنا کہ اللہ تعالی کی مدد سے میں مطالعہ کر سکتا ہوں اور تمام مشکل سوالوں کے جوابات لکھ سکتا ہوں اور امتحان میں اچھے نمبر کے ساتھ پوزیشن لے سکتا ہوں صرف کوشش کی ضرورت ہے۔

۵۔ امتحان کے وقت تک جسم کا توازن برقرار رکھیں، گرمی اور سردی کا معقول انتظام کریں، بھوک اور پیاس اور دیگر مشکلات کی روک تھام کریں۔

استاد کا کردار:

۔ استاد کو چاہیے کہ وہ سبق پڑھانے کے دوران مضامین بالخصوص مشکل مضامین کی واضح تشریح کریں اور طالب علموں سے سمجھنے کی یقین دہانی حاصل کریں۔

۔ پڑھانے کا طریقہ اور اسلوب آسان اور عام فہم ہونا چاہیے۔

۔ امتحان کے وقت طلبہ کو جرات اور حوصلہ دینا چاہیے۔

۔ امتحان میں سوالوں کی خوب تشریح کریں اور طلبہ کو سمجھائیں۔

و: اہل خانہ، دوستوں اور احباب کا کردار:

۱۔ طالب علم کا حوصلہ بلند کرنا چاہیے۔

۲۔ پوزیشن لینے پر بڑا انعام دینے کا وعدہ نہ کیا جائے۔

۳۔ طعنے نہ دیئے جائیں۔

۴۔ غیر تعلیمی مشاغل میں مصروف نہ کیا جائے۔

۵۔ ضروری اشیاء فراہم کی جائیں۔

ز: امتحانی ہال کی شرائط:

۔ امتحانی ہال جتنا ممکن ہو، وسیع اور عریض ہونا چاہیے۔

۔ انسانی ضروریات زندگی، مثلاً پیشاب، پانی وغیرہ کا انتظام ہونا چاہیے۔

۔ موسم کی حالت ٹھیک ہو یعنی گرمی اور سردی کی مشکلات درپیش نہ ہو۔

۔ فضا اور ماحول پرسکون ہو، شور شرابہ نہ ہو۔

مضمون کے اختتام پر دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالی تمام طلبہ کو کامیابی عطاء فرمائے۔

اللہ ولی ذالک وھوالقادرعلیہ

امارت اسلامیہ افغانستان

شعبہ تعلیم وتربیت

ایک بنیادی فرق

عبدالرحمٰن

یہ صرف مسلمانوں کی ہی خصوصیت ہے کہ جب وہ کسی علاقے کو فتح کرتے ہیں تو یہودیوں کی طرح مفتوحین کی عزتیں نہیں لوٹتے۔ عیسائیوں کی طرح ان کی لاشوں پر پیشاب نہیں کرتے۔ بدھسٹوں کی طرح انہیں زندہ آگ نہیں لگاتے۔ شیعوں کی طرح ان کے کان، زبان اور جسم کے دیگر اعضاء نہیں کاٹتے۔ ان کے جسموں میں چھرے نہیں گھونپتے۔ ان میں نظریاتی افکار بہ طور سازش پیدا نہیں کرتے۔ ان میں کبھی لارڈ میکالے پیدا نہیں ہوا۔ عام حالات میں ان میں انتشار پیدا نہیں کرتے۔ وہ مخالفین کو ٹکڑوں میں نہیں بانٹتے۔ البتہ یہ ضرور ہوا ہے کہ صرف دورانِ جنگ کہیں کوئی دراڑ ملی ہو تو فتح حاصل کرنے کے لیے اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش بہ ہر حال کی ہے۔ اور یہ تو ایک الگ بات ہے کہ "جنگ دھوکے کا نام ہے۔"

آپ غیر مسلموں کی جنگی تاریخ کا جائزہ لے لیں۔ آپ دیکھیں گے کہ انہوں نے جب بھی کسی علاقے پر غلبہ پانے کی کوشش کی یا کسی مغلوب قوم پر اپنے تاریک سائے کو دوام بخشنا چاہا تو انہوں نے اپنے ان سب گھٹیا امراض کو بہ طور ہتھیار استعمال کیا ہے۔ دوسری طرف یہ بھی دیکھیں گے کہ وہ ارسطو کے فلسفے پر عمل پیرا ہوتے ہوئے مفتوح قوموں کو آپس میں لڑاتے ہیں۔ ہماری تاریخ میں ایسی دردناکیاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں داخل ہوئی ہیں۔ عبداللہ ابن سبا یہودی ایک ایسا کردار رہا ہے، جس نے مسلمانوں کی ستھری سیاست میں اپنے تعصب کا رنگ بھرنے کی خوب کوشش کی ہے۔ وہ اس میں بہت کامیاب بھی رہا ہے۔ اس نے ہی مسلمانوں میں دو جماعتوں کو وجود بخشا۔ جس میں آخرکار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

اندلس میں بھی یہی کچھ ہوا تھا۔ برصغیر میں بھی یہی کہانی دہرائی گئی۔ آج افغانستان، عراق، شام، سوڈان، لیبیا اور فلسطین کے بعد یمن میں بھی یہی افسانہ ایک نئے انداز میں سامنے آ رہا ہے۔ "آپس میں لڑاؤ اور حکومت کرو۔" غیر مسلموں نے جب بھی کہیں ذرا سا بھی غلبہ حاصل کیا ہے، فوراً اپنی مخالف قوموں کا قتل عام شروع کر دیا گیا۔ انہیں مختلف ہتھکنڈوں کے ذریعے تنگ کیا گیا۔ اگر وہ کسی طرح ترقی کی دوڑ میں شامل ہونے لگے تو فوراً سازشیں کر کے ان کے راستے میں روڑے اٹکائے گئے۔ اگر وہاں اچھے حکمران آئے تو انہیں قتل کروا دیا گیا۔ انہیں مختلف حیلوں بہانوں سے بلیک میل کیا جانے لگا۔ ان میں نظریاتی اختلافات کو جنم دیا گیا۔ اگر پہلے سے کچھ اختلاف رائے تھا تو اسے ہوا دے کر انانیت کی جنگ میں تبدیل کیا گیا۔ حد یہ کہ غیر مسلموں نے اپنی خوب صورت عورتوں کو استعمال کر کے اپنے مخالفین سے سیاسی و جنگی فائدے حاصل کرنے کی بھی کوشش کی ہے اور اب بھی یہی کچھ ہوتا ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ جب ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت تھی تو ان کے پورے دورِ اقتدار میں کبھی ہندو مسلم فساد کھڑا نہیں ہوا۔ البتہ یہ ہوا ہے کہ کبھی سکھوں کے ساتھ چھوٹی موٹی جھڑپیں ہو جاتی تھیں۔ لیکن یہ انگریزوں کی سیاسی تاریخ کا المیہ ہے کہ ان کے ہندوستان میں آنے کے بعد ہندوؤں کے ہاتھوں دردناک طریقوں سے مسلمانوں کی گردنیں کاٹی جانے لگی ہیں۔ انہیں ننگا کر کے سڑکوں پر گھسیٹا جانے لگا ہے۔ ان کی حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے ان کے پرورش کے مراحل طے کرتے بچوں کو انیوں میں پرو دیا گیا۔ ان میں میر صادق اور میر جعفر پیدا کیے گئے۔ ان کے بدقماش طبقے کو لندن، ماسکو، نیویارک، نئی دہلی اور اٹلی کا نمک کھلا کر افغانستان سمیت مختلف اسلامی ممالک کا حکمران بنا دیا گیا۔ ان کے فتنہ پرور نور المالکی کو عراق کی سلطنت سونپی گئی۔ ان کے بے ضمیر اور معاشرے کے دھتکارے ہوئے سیسی کو مصر کے سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا گیا۔ ان میں ببرک کارمل، کرزئی، اشرف غنی اور محمود عباس پیدا کیے گئے۔ ان کے ظالموں کو شام میں خون آشامی کی کھلی اجازت بخشی گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان ایسی قوم نہیں ہیں، جنہیں اتنی آسانی سے بے جان کر دیا جائے۔ صرف سازشیں ہی ایسا ہتھکنڈہ ہیں، جو مسلمانوں کو جینے نہیں دیتا۔ غدار ہی وہ طبقہ ہے، جو ان کے سیاسی، ایٹمی، جنگی اور ہر قسم کے وہ رازم، جو ترقی میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں، افشا کرتے ہیں۔

لیکن یہ اب پتھر کی لکیر نہیں بن گئی کہ ہم ہمیشہ مغلوب ہی رہیں گے۔ ہم ترقی حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم آگے بڑھ سکتے ہیں۔ ہم دنیا پر ایک دفعہ پھر پاکیزہ و انصاف پسند حکمرانی کا ڈنکا بجا سکتے ہیں، لیکن چوں کہ زمانہ پہلے سے بہت بدل گیا ہے۔ اس کی ترجیحات کیا سے کیا ہو گئی ہیں۔ اس کی ضرورتیں ایک الگ دنیا کی کہانی سناتی ہیں۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمیں سب سے پہلے اپنے نصابِ تعلیم کی اصلاح کرنا ہو گی۔ ہمیں اپنے باطن کو نفسانی آلودگیوں سے پاک کرنا ہو گا۔ نظامِ حکومت میں اصلاحات لانا ہوں گی۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں قدم جمانا ہوں گے۔ میڈیا کو اپنے قبضے میں لینا ہو گا۔ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ ہم دوبارہ اندلس اور اسلامی ہند سمیت امارت اسلامیہ افغانستان کو زندہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

دلوں کا سکوں ہم نے حاصل کیا ہے

ناآسودہ دلوں اور بے قرار روحوں کے نام، اگر وہ سکون کی کھوج میں سرگرداں ہیں!

عبدالرحمٰن

موسیقی کے دل دادگان سے میرے چند سوالات ہیں۔ ان کا جواب کوئی غیر مسلم بھی دے سکتا ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ موسیقی روح کی غذا ہے۔ بدن کے ریشے ریشے میں مچلتی اور بے قرار روح کا سکون میوزک میں پوشیدہ ہے۔ بے قرار ذہنوں کو موسیقی کی دُھنوں سے ہی آرام مل سکتا ہے۔ دل کے آنگن میں آسودگی کی بہاریں گانے کے سُروں سے ہی اُتر سکتی ہیں!!!

ہم فرض کرلیتے ہیں کہ آپ کا فرمودہ بجا اور حق بجانب ہے۔ میوزک ہی تشنہ دلوں کو سیراب کرتا ہے۔ پیاسے دل کی بے چینیوں کو "موسیقی کی دھیرے دھیرے اترتی پھوار" ہی فنا کرسکتی ہے۔ لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ ہر طرف موسیقی کے برستے بادلوں کے باوجود ہر لمحے غم، دکھ اور پریشانیوں کی سیاہ آندھیاں کیوں چلتی رہتی ہیں؟ موسیقی کو روح کی غذا قرار دینے والے مشہور مغربی پاپ سنگر "مائیکل جیکسن" المناک زندگی گزارنے کے بعد پُراسرار موت کا شکار کیوں ہوگئے تھے؟ وہ ہر لمحہ گانے سننے اور گانے کے باوجود خود کو دنیا کا تنہا ترین انسان کیوں کہتے تھے؟ دوسری طرف بہت سے موسیقار گانے بجانے کے آلات توڑ کر مسجد میں کیوں ڈیرہ لگالیتے ہیں؟ اُن کا موسیقی کو حرام کہنے والے اللہ والوں سے تعلق اور رشتہ مضبوط کیوں ہوتا چلا جاتا ہے؟ بلاشبہ آپ کے پاس اس تلخ سوال کا جواب نہیں ہے۔ مجھے آپ کی اس کیفیت کا بھرپور ادراک ہے۔ آپ کی زبان کی بے زبانی دیکھ کر مجھے ہی کچھ کہنا ہوگا۔ ملاحظہ فرمایئے!

موسیقی کو روح کی غذا قرار دینے کا دعویٰ رکھنے کے باوجود آپ کی زنبیل میں اس کی دلیل نہیں ہے۔ مَیں نے یہ بات پلّے باندھ رکھی ہے کہ جو لوگ موسیقی کو فروغ دے رہے ہیں، ان کی پوٹلی میں اِن سوالات کا کوئی ایک جواب بھی نہیں ہے۔ صرف اس وجہ سے کہ آپ نہیں جانتے کہ دراصل روح ہے کیا؟ ہمیں پہلے روح کو جاننا ہوگا۔ لیکن اس سے بھی پہلے جسم کی حقیقت کا ادراک بہت ضروری ہے۔ ہم جسم کی طرف چلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے 18ویں پارے میں سورۂ مؤمنون کی آیت نمبر 12 میں فرمایا ہے: (ولقد خلقنا الانسان من سللۃ من طین) اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا ہے۔

اس سے پتا چلا کہ انسان مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس بات کو جاننے اور سمجھنے کے لیے کسی سائنٹیفک مائنڈ کی ضرورت نہیں ہے کہ جو چیز جس جوہر سے بنی ہو، اس کی بنیادی ضروریات بھی اس سے ہی پوری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو کیسے اُجاگر فرمایا ہے! سورۃ الحجر کی 19 اور 20ویں آیات ملاحظہ فرمائیں: (والارض مددناھا و القینا فیھا رواسی وانبتنا فیھا من کل شیٔ موزون* وجعلنا لکم فیھا معایش ومن لستم لہ برزقین) اور ہم نے زمین کو پھیلا دیا ہے، اور اُس کو جمانے کے لیے اُس پر پہاڑ رکھ دیے ہیں، اور اُس میں ہر قسم کی چیزیں توازن کے ساتھ اُگائی ہیں۔ اور ہم نے تمہارے فائدے کے لیے اُس (زمین) میں روزی کے سامان بھی پیدا کیے ہیں اور وہ (مخلوقات) بھی پیدا کی ہیں جن کو تم رزق نہیں دیتے۔

یہ جسم کی بات تھی کہ اس ڈھانچے کو کس نے پیدا کیا ہے اور اس کا رزق کس کے ذمے ہے؟ ملاحظہ فرمائیں، اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے پیدا فرمایا ہے۔ اور انسان کی تمام جسمانی ضروریات اور غذاؤں کا انتظام بھی مٹی سے ہی کیا ہے۔ آپ نے کھانا کھانا ہو تو مٹی سے ہی حاصل کیا جاتا ہے۔ پانی پینا ہو تو زمین سے ہی نکالا جاتا ہے۔ ہم نے لحاف، کپڑے، کاغذ اور معدنیات حاصل کرنی ہوں تو وہ بھی زمین سے ہی اُگتی یا نکالی جاتی ہیں۔ ہم نے سونا، چاندی، پیتل، جست، تیل، گاڑیاں، جہاز اور دنیا کی ہر قسم کی ٹیکنالوجی بنانی اور اختیار کرنی ہو تو اس کی دھاتیں بھی زمین سے ہی نکالی جاتی ہیں۔ انسان کے استعمال میں رہنے والی کوئی چیز ایسی نہیں ہے، جو زمین سے حاصل نہ کی جاتی ہو۔ مٹی سے بنے ہوئے جسم کی تمام ضروریات بھی مٹی سے ہی پوری کی جارہی ہیں۔ ہم نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کی ہر قسم کی بنیادی ضروریات زمین میں پوشیدہ رکھی ہیں۔ اور اس میں کسی انسان کا کوئی عمل دخل نہیں ہے...!

اب روح کی حقیقت جاننے چلتے ہیں۔

ایک مرتبہ مدینہ کے یہودیوں کی جانب سے عیسائیوں کا ایک وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اُن کا سوال تھا کہ "اے محمد! (صلی اللہ علیہ

وسلم) ہمیں بتائیے کہ روح کیا چیز ہے؟" اللہ تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 85 نازل فرمائی: (ویسئلونك عن الروح، قل الروح من امر ربی، وما اوتیتم من العلم الا قلیلا) (اے نبی!) وہ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ روح میرے رب کا حکم ہے۔ اور آپ کو [اس بارے میں] بہت کم علم دیا گیا ہے۔

یہاں پتا چلا کہ روح، اللہ کا ایک حکم اور امر ہے۔ اور یہ بھی جان لیا ہے کہ روح زمین کی نہیں، بلکہ آسمان کی چیز ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم میں ڈال کر زندگی کو حسن بخشا ہے۔ اگر انسان کے جسم میں روح نہ رہے تو وہ ایک بے جان لاشہ ہے۔ زندگی کی رنگینیاں، دنیا کے رنگ اور کائنات کا حسن تب تک برقرار ہے، جب تک گوشت پوست میں چھپی ہڈیوں کے ڈھانچے سے روح کا تعلق قائم ہے۔ ورنہ روح کے بغیر یہی وہ ہڈیاں ہیں، جن کے بارے میں کفارِ مکہ کہا کرتے تھے: (ءَ اِنا لمردودون فی الحافرۃO اذا کنا عظاما نخرۃO قالو تلك اذاً کرۃ خاسرۃO یہ (کافر لوگ) کہتے ہیں: "کیا ہم پہلی والی حالت پر لوٹا دیے جائیں گے؟ کیا اُس وقت جب ہم بوسیدہ ہڈیوں میں تبدیل ہو چکے ہوں گے؟" کہتے ہیں: "اگر ایسا ہوا تو یہ بڑے گھاٹے کی واپسی ہوگی۔"

یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب روح آسمان کی چیز ہے۔ یہ اللہ کا حکم ہے، جو انسان کے رگ وریشے میں دوڑتی ہے تو اس کی غذا بھی آسمان سے ہی ہونی چاہیے۔ اللہ نے ہی اسے انسان کے جسم میں پھونکا ہے۔ لہٰذا منطقی نتیجہ تو یہی نکلتا ہے کہ اس کی غذا بھی اللہ تعالیٰ ہی فراہم کریں گے۔ اور حق بات یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے روح کی غذا متعین بھی کی ہے اور فراہم بھی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ رعد کی 28 ویں آیت میں فرمایا ہے: (الذین امنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ، الا بذکر اللہ تطمئن القلوب) یہ وہ لوگ ہیں، جو ایمان لائے ہیں۔ اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو! صرف اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے، جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

اب ہم یہ فیصلہ کرنے کے قابل ہو گئے ہیں کہ جب کوئی انجینئر گاڑی بناتا ہے۔ اس کا ایندھن اور فیول بھی اسی کے ذمے ہے۔ وہ اسے چلانے کے لیے ڈیزل متعین کرتا ہے۔ اگر کوئی اسے پانی سے چلانے کی کوشش کرے گا تو انجینئر اُسے بُرا بھلا کہے گا۔ اس دخل اندازی کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ ایسا شخص بے وقوف قرار پائے گا۔ گاڑی خراب کرے گا اور پھر پریشان ہوگا۔ اسی طرح انسان نے روح کو پیدا نہیں کیا۔ لہٰذا اس کی غذا بھی اس کی ذمے داری میں شامل نہیں ہے۔ موسیقی روح کی غذا کبھی نہیں بن سکتی اور نہ ہی کوئی عقل مند اسے پیاسی روح کا جام قرار دے سکتا ہے۔ موسیقی روح کی سزا تو بن سکتی ہے، مگر غذا ہرگز نہیں!!! میوزک سے روح کی بے چینی میں اضافہ تو ہو سکتا ہے، سکون میں نہیں! گانا بجانا دل کو بے آرام تو کر سکتا ہے، اسے قرار نہیں دے سکتا!

اگر ہم یہاں چند لمحوں کے لیے یہ فرض کرلیں کہ موسیقی روح کی غذا ہے تو آپ کو دیکھنا ہوگا کہ دنیا میں سب سے زیادہ "میوزک کنسرٹ" کا طوفان مغربی اور یورپی ممالک میں برپا کیا جاتا ہے۔ ایشیا، خصوصاً برصغیر اور عرب ممالک کے مسلمان کہتے ہیں کہ "امریکا، یورپ، سوئٹزرلینڈ، ناروے اور سویڈن زمین پر جنت کے نمونے ہیں۔" چلیں مان لیتے ہیں کہ وہ جنت زار ہیں۔ وہاں ہر ماں، باپ، بچے، نوجوان اور بوڑھے کے کان میں ائیر فون لگا ہوا ہے۔ جس سے کانوں میں منتقل ہونے والے میوزک سے ایک عجیب سی مستی اور نشے کا احساس ہوگا۔ اپنی فکر ہے نہ آس پاس کی خبر ہے۔ بس میوزک کی تھرکتی لہروں پر سر دُھنے جا رہے ہیں۔ اس سب کے باوجود وہاں ہر وقت بے چینی، بے قراری اور بے سکونی کے گھنگھور بادل کیوں برستے رہتے ہیں؟ لوگ کیوں پریشان ہیں؟ وہ میوزک کے ذریعے بے آرام روح کی غذا پانے کے باوجود خودکشیاں کیوں کرتے ہیں؟ سوچئے کہ سب سے زیادہ خودکشی کی شرح اُن جنتوں میں کیوں ہے؟ سوال یہ ہے کہ یہ کیسی جنت ہے جہاں کے باسی اپنی زندگی سے اکتائے ہوئے ہیں۔ انہیں وہاں کی نعمتوں کے بجائے خودکشی کیوں پسندیدہ ہے؟ اب خودکشی کا سیلاب چین کی طرف بڑھنے لگا ہے۔ جب ناقص العقل انسان خدا کی ذمہ داریوں میں دخل اندازی کرنے کی ناپاک جسارتیں شروع کرتا ہے تو اس کی زندگی عذاب میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اس کی حیات وبال میں پڑ جاتی ہے۔ یہاں آپ ہی بتائیے کہ تشنہ روح کو موسیقی کے جام پلانے کے باوجود اسے راحت، سکون اور چین نہ آئے، بلکہ بڑھتا ہی چلا جائے تو موسیقی روح کی غذا ہے یا سزا؟؟ کیا وجہ ہے کہ جوں جوں موسیقی کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے، توں توں بے چینی اور خودکشی کی شرح میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے؟ موسیقی کے بادشاہ کا لقب پانے والے، لیکن پُراسرار موت کا شکار ہونے والے مائیکل جیکسن کے بھائی جرمین جیکسن نے اسلام کیوں قبول کر لیا تھا؟

دوسری طرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: (الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع) گانا دلوں میں اسی طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اُگاتا ہے۔

دو انگریز محقق ڈاکٹر الیزبتھ براؤن اور ڈاکٹر ولیم نے اپنی تحقیق میں پیش کیے گئے جائزے میں کہا ہے: "میوزک کی تھرکتی لہروں میں نوجوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے نوجوانوں کے لیے ایک پوشیدہ پیغام ہوتا ہے، جو انہیں مادر پدر آزادی اور ہوس پرستی پر برانگیختہ کرتا ہے۔" اسی طرح ایک تحقیق میں بتایا گیا ہے: "موسیقی انسان کی زندگی کو افسردگی اور مایوسی کی دلدل میں پھنسا دیتی ہے۔ ایک امریکن یونی ورسٹی "اسٹین فورڈ" کے سائنس دان گولڈ شین نے میوزک کے متعدد شیدائیوں کو اپنی

تحقیق و جستجو کا حصہ بنایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ موسیقی، منشیات کی مانند لوگوں کے جسم و روح اور دل و دماغ میں ہیجان (تھرل) کو جنم دیتی ہے۔ اسی زبردست پاور کے ہیجان کے زیرِ اثر ہر سال 6 ہزار نوجوان خودکشی کر لیتے ہیں۔ امریکی ریاست 'جارجیا' کے ایک نوجوان "جان سولوشن" نے مشہور پاپ سنگر "آربون" کے ایک گانے "suicide solution" کو سن کر خودکشی کر لی۔ جان کی لاش اٹھانے والوں کا بیان ہے کہ اس کے کانوں میں لگے ہیڈ فون سے مذکورہ گانے کی آوازیں برآمد ہو رہی تھیں۔" آخر یہ ایسا کیوں ہے؟

آیئے، روح کو پیدا کرنے والے رب کی نازل کردہ کتاب سے رہنمائی لیتے ہیں۔ 16 ویں پارے میں سورۂ طٰہٰ کی 143 ویں آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

(ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا، ونحشره یوم القیمة اعمی) اور (ہاں) جو میری یاد سے رُوگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی۔ اور ہم قیامت کے دن اُسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے 25 ویں پارے میں سورۃ الزخرف کی 36 ویں آیت میں فرمایا ہے: (ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا فهو له قرین) جو کوئی اللہ کے ذکر سے کور چشم بن جائے گا، ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیں گے۔ اور وہ اس کے ساتھ لگا رہے گا۔

یہ بات تو واضح ہے کہ جس کا ساتھی شیطان بن جائے، اسے گمراہی کے لیے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔

غالبؔ نے کہا تھا۔

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے
ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو؟

انسانی جسم کے انگ انگ میں دوڑتی روح کی غذا " اللہ کے ذِکر" میں ہے۔ خدا تعالیٰ کی یاد کے علاوہ بے چینی اور بے قراری ہی انسان کا مقدر بن سکتی ہے۔ اُس پاک ذات سے غافل رہنے والا اطمینان، سکون اور چین و راحت کو خوابوں میں دیکھ سکتا ہے اور سپنوں میں بھی سوچ سکتا ہے، لیکن ایک حاصل شدہ نعمت کے رُوپ میں ہرگز نہیں پا سکتا۔ اب فیصلہ آپ پر ہے!!!

★★★

2070 تک اسلام دنیا کا سب سے زیادہ مذہب بن کر ابھرے گا

امریکہ میں ایک تحقیقی ادارے نے دعوی کیا ہے کہ 2070 تک اسلام دنیا کا سب سے بڑا مذہب بن کر ابھرے گا، اس ادارے کی تحقیقی رپورٹ میں یہ دعوی کیا گیا ہے کہ مسیحیت کے پیروکاروں کی تعداد کم ہو کر رہ جائے گی جبکہ اس وقت مسیحیت کے پیروکاروں کی تعداد زیادہ ہے، پہلی بار ان کی تعداد میں کمی آجائے گی کیونکہ مسلمانوں کی تعداد میں حیرت انگیز طور پر اضافہ ہو رہا ہے، یورپ اور مغرب میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے جس کے باعث مسلمانوں کی آبادی 2070 تک عیسائی آبادی سے بڑھ جائے گی۔ تحقیقی رپورٹ کے مطابق فرانس، اسٹریلیا اور انگلینڈ میں عیسائی آبادی میں کمی ہو رہی ہے جبکہ ان ممالک میں ہر سال ہزاروں لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔

یہ سروے واشنگٹن میں قائم تحقیقی مرکز [پیو] کی جانب سے کی گئی ہے جس کے مطابق دنیا بھر میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے اور آئے روز مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ برطانیہ کے ایک مطالعاتی مرکز کے استاد ڈیویڈ واس نے کہا ہے کہ اسلام کا مقدس دین بہت تیزی سے پھیل رہا ہے ان کے مطابق اس کا سبب یہ ہے کہ دنیا میں بدامنی، جنگ اور دیگر مسائل کی وجہ سے مہاجرین اور تارکین وطن مغرب میں آباد ہو رہے ہیں۔ جن سے میل ملاپ اور طرز زندگی سے متاثر ہو کر بے راہ روی سے تنگ مغربی ممالک کے لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں، تحقیقی رپورٹ کے مطابق اسلام تیزی سے بڑھنے والا مذہب ہے جو 2070 تک دنیا کا سب سے بڑا مذہب ثابت ہو گا۔ رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں 2050ء تک مسلمانوں کی آبادی مسیحی آبادی کے برابر ہو جائے گی۔ 2050ء کے بعد مسلمانوں کی تعداد دیگر مذاہب کے پیروکاروں سے زیادہ ہو جائے گی اور اسلام دنیا کا سب سے بڑا مذہب بن جائے گا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 2010ء میں کی گئی تحقیق کے مطابق دنیا بھر کی آبادی 6.9 ارب تھی اور 2050 تک یہ 9.3 ارب ہو جائے گی۔ رپورٹ کے مطابق سال 2010 میں دنیا بھر میں مسلمانوں کی آبادی 1.6 ارب تھی جبکہ مسیحیوں کی آبادی 2.2 ارب تھی۔ 2050ء تک مسلمانوں کی آبادی مسیحی آبادی کے برابر ہو جائے گی۔ اسی طرح اس تحقیقی مرکز کے ایک اور محقق کنزادھاکت نے کہا ہے کہ ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں تیزی سے اسلام پھیلنے کے ساتھ چند دہائی کے بعد اسلام دنیا کا سب سے بڑا مذہب ثابت ہو جائے گا اور اس کے پیروکاروں کی تعداد دنیا میں سب سے زیادہ ہو جائے گی۔

تحریر: منیب سعید

جنگی جرائم [مارچ 2015]

2مارچ 2015ء کو صوبہ کنڑ ضلع غازی آباد کے علاقے جلالہ کونڈی میں فورسز کے راکٹ حملے میں دو معصوم بچے شہید ہو گئے۔

2مارچ کو صوبہ بلخ ضلع نہرشاہی کے علاقے شارگی میں قابض افواج نے افغان فورسز سے مل کر چھاپہ مارا، تلاشی لینے کے دوران لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا، بڑے پیمانے پر مکینوں کو مالی نقصان پہنچایا گیا اور دو افراد کو حراست میں لیکر گئے۔

10مارچ کو صوبہ فراہ ضلع بالابلوک میں کنسک کے مقام پر فورسز نے فائرنگ کر کے ایک شخص کو شہید اور دو بچوں کو زخمی کر دیا۔

11مارچ کو صوبہ غزنی ضلع شلگر کے غبرگون محلہ میں حکومتی حامی ملیشیا کے اہلکاروں نے عمر نامی ایک شہری کو گاڑی سے اتار کر شہید کر دیا۔

14مارچ کو صوبہ غزنی ضلع گیرو کے علاقے فنی میں فورسز نے ایک شخص [عبدالحکیم] کو شہید کر دیا۔

17مارچ کو قندہار ضلع میوند کے علاقے سرہ بغل اور میوند گاؤں میں فورسز اور اربکی ملیشیا کے اہلکاروں نے طالبان سے جھڑپ کے بعد دو عام افراد کو شہید کر دیا۔ عینی شاہدین کے مطابق انہوں نے شہریوں کے بیس موٹر سائیکلز، پانچ گاڑیاں، ٹیوب ویل کی مشین اور سولر سسٹم بھی چھین لیا۔

19مارچ کو صوبہ لوگر ضلع چرخ کے علاقے گرمابہ میں فورسز نے اندھا دھند فائرنگ کر کے تین معصوم بچوں کو شہید کر دیا۔

23مارچ کو صوبہ غزنی کے دارالحکومت کے قریب قلعہ قاضی میں فورسز نے راکٹ داغا جو کرکٹ کے میدان میں جا گرا جہاں پر بچے کھیل رہے تھے، 5 موقع پر شہید اور 2 زخمی ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد مقامی لوگوں نے احتجاج کیا لاشوں کو مغرب تک گورنر ہاؤس کے سامنے رکھ کر حکومت کے خلاف شدید احتجاج کیا اور قاتلوں کی فوری گرفتاری اور قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا۔

26مارچ کو صوبہ لوگر ضلع چرخ اور صوبہ غزنی کے ضلع انڈر سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے میڈیا کے نمائندوں کو بتایا کہ نیشنل آرمی، پولیس اور حکومتی حامی مسلح جنگجو کے اہلکار ہمیشہ انہیں بے جا تنگ کرتے ہیں، سرچ آپریشن کے نام پر لوگوں کو حراست میں لیا جاتا ہے، تلاشی کے دوران گھروں سے قیمتی اشیاء چوری کرتے ہیں، انہوں نے مطالبہ کیا کہ فورسز کے غلط رویے کا نوٹس لیا جائے۔

26مارچ کو صوبہ غزنی ضلع دایک کے علاقے قلعہ علی کے قریب فورسز کے راکٹ حملہ میں ایک خاندان کے چار افراد شہید اور دو بچے اور چار عورتیں زخمی ہو گئیں۔

29مارچ کو صوبہ غزنی کے دارالحکومت میں شہریوں نے گورنر ہاؤس کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا، مظاہرے سے مقررین نے خطاب میں کہا کہ اس ضلع انڈر اور دایک میں فورسز نے آپریشن کے دوران 70 سے زائد شہریوں کو شہید و زخمی کر دیا ہے۔

29مارچ کو میڈیا پر ایک رپورٹ سامنے آئی کہ صوبہ ہلمند ضلع سنگین میں فورسز نے ذوالفقار آپریشن کے دوران درجنوں شہریوں کے گھروں کو مسمار کر دیا ہے، مکینوں کا کہنا ہے کہ ضلع سنگین میں دس کلومیٹر فاصلے تک مقامی لوگوں کے گھروں کو مسمار کر دیا گیا، مقامی لوگوں کی نقل مکانی کرنے کے بعد ان کی آبادی کو اجاڑ اور گھروں کو مسمار کر دیا گیا۔

مقامی لوگوں کے مطابق مسمار کیے گئے گھروں کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

حاجی نعمت اللہ محلہ، پیروزہ محلہ، کلی حاجی ظاہر، کلی حاجی چمنان، حاجی عبدالرحمن گاوں، کلی احمدزو، حاجی میراجان گاوں، حاجی شاغاسی اکاگاوں، کلی حاجی محمد گل، کلی حاجی خدائیداد، حاجی گل گاوں، حاجی حمید اکا، حاجی گل باباعلاقہ، حاجی درانی علاقہ، شکر علاقہ، حاجی رحیم الدین محلہ، حاجی ملاصمد گاوں، حاجی لالی آغا، کلی موسی جان اور بریشنا کوٹ علاقہ کے قریب دو گاؤں کے علاوہ کچھ دیگر علاقے میں بھی شامل ہیں، مقامی لوگوں کے مطابق فورسز نے ایک ہزار سے زائد گھروں کو مسمار کر دیا ہے۔ مقامی لوگوں نے قندہار اور کابل کے حکام کو آگاہ کیا لیکن کہیں بھی ان کی شنوائی نہیں ہوئی۔

30مارچ کو صوبہ غزنی ضلع شلگر کے علاقہ سردہ میں فورسز نے راکٹ حملہ کیا جس کے نتیجے میں ایک شخص شہید اور چار زخمی ہوئے۔

30مارچ کو صوبہ میدان وردگ ضلع سید آباد کے علاقے لوڑہ اور خنجای میں فورسز نے چھاپہ مارا، مکینوں کو نقصان پہنچانے کے علاوہ چار افراد کو حراست میں لیا۔

اقتباسات [بی بی سی، آزادی ریڈیو=افغان اسلامک خبر رساں ادارہ=پژواک، خبریال، لراوبر، نن ٹکی اور بینو ویب سائٹس]

افغانستان مارچ 2015 میں

موسی مہاجر

نوٹ! چونکہ بہت سی ذرائع ابلاغ نے اپنی آزادی گروی رکھوالی ہے اور بیرونی جارحیت پسند اپنے نقصانات کے حوالے سے سچی معلومات نشر نہیں کررہے مگر پھر بھی اس تحریر میں ان واقعات اور نقصانات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جس کا دشمن نے اعتراف کیا ہے۔ اسی طرح کچھ ذرائع ابلاغ کی رپورٹوں اور عینی شاہدین کی زبانی ملنے والی خبروں کو بھی اس تحریر میں شامل کیا گیا ہے نقصانات کے صحیح اور تفصیلی اعداد و شمار الامارہ اور دیگر خبری ویب سائٹوں پر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

دشمن کی شکست:

3 مارچ کو افغانستان کی تعمیر نو کے لیے قائم امریکی تحقیقاتی ادارے سیگار نے نیشنل آرمی کے حوالے سے کانگریس کو پیش کی جانے والی ایک رپورٹ میں کہا ہے گذشتہ سال کے دوران افغان آرمی کے 15600 اہلکار آرمی چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ سیگار نے کہا ہے کہ آرمی کی کل تعداد ایک لاکھ 29 ہزار ہے۔ یہ گذشتہ سالوں میں سب سے کم ترین تعداد ہے۔ مگر سیگار کی اسی رپورٹ کے مطابق آرمی کی موجودہ تعداد ایک لاکھ 29 ہزار ہے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ فرار ہونے والے فوجیوں کی کل تعداد 26 ہزار ہے کیونکہ افغان آرمی کی کل تعداد اس سے قبل ایک لاکھ 95 ہزار تھی۔ سیگار نے اپنی حالیہ رپورٹ میں یہ بھی کہا ہے کہ ستمبر 2013 سے ستمبر 2014 تک 40 ہزار نام نیشنل آرمی کی تشکیلات سے نکالے گئے ہیں۔ کیوں کہ یہ اہلکار اپنی نوکریوں پر باقی نہیں رہے تھے۔

سیگار کی یہ رپورٹ جو گذشتہ جنوری کے مہینے میں شائع ہوئی تھی اس میں کہا گیا تھا کہ ابھی ڈیڑھ لاکھ پولیس اہلکار موجود ہیں۔ اگرچہ سیگار نے حالیہ رپورٹ میں پولیس کے فرار کے متعلق کچھ نہیں کیا مگر سیگار کی سابقہ رپورٹ سے واضح ہوتا ہے کہ ڈیڑھ لاکھ کے قریب اہلکاروں نے اپنی نوکریاں چھوڑ دی ہیں اور فرار ہو چکے ہیں۔ کیوں کہ سیگار نے کہا تھا کہ تین 3 لاکھ افراد کو پولیس کے کارڈ ایشو کیے گئے تھے۔ جو ابھی ڈیڑھ لاکھ سے کچھ زیادہ ہے۔

جارحیت پسندوں کے نقصانات:

یکم مارچ کو ہلمند ضلع نادعلی میں امریکی جارحیت پسندوں کا ایک ڈرون طیارہ گرایا گیا۔

20 مارچ کو جرمنی کے ایک ٹی وی چینل نے خبر دی کہ جرمنی کی وزارت دفاع نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ افغانستان کی جنگ جرمنی کے لیے انتہائی خونریز اور مہنگی ثابت ہوئی۔

عالمی جارحیت پسند فوجیوں کے اتحاد میں فوجی کارروائیوں کی قیمت جرمنی کو 7.7 کروڑ یورو میں ادا کرنی پڑی۔

جرمنی وزارت دفاع کے ایک منبع نے کہا کہ 2014 میں جرمن افواج اور دیگر وسائل کے انخلاء پر 66.2 ملین یورو صرف کیے گئے۔

ایک اندازے کے مطابق افغانستان کی جنگ میں امریکا کے مصارف 3 ٹریلین ڈالر تک پہنچتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر جارح ملک نے جانی نقصانات کے علاوہ کروڑوں ڈالر اخراجات اٹھائے ہیں۔

31 مارچ کو رات گئے جارحیت پسندوں کے بڑے مرکز بگرام ہوائی اڈے پر میزائل حملے کیے گئے جس میں بیرونی فوجیوں کو جانی ومالی نقصان پہنچے۔

داخلی فوجیوں کی صفوں میں نقصانات:

3 مارچ کو ہلمند ضلع سنگین میں ایک فدائی حملے میں دو کمانڈروں سمیت 20 فوجی ہلاک ہوگئے۔ فدائی حملہ سنگین کے شکر شیلی کے علاقے میں ٹونس ماڈل گاڑی کے ذریعے کیا گیا جس میں دشمن کے 7 ٹینک اور ایک کوماز گاڑی مکمل تباہ ہوگئی۔ ان 20 ہلاکتوں کے علاوہ متعدد فوجی زخمی بھی ہوئے۔

4مارچ کو پنجشیر ضلع خنج میں ڈاکٹر عبداللہ اور امر اللہ صالح کی گاڑیوں کی کانوائے پر دھماکہ ہوا جس میں ان کے چار محافظ زخمی ہوئے اور گاڑی تباہ ہو گئی۔

4مارچ رات کو ہلمند ضلع گریشک میں دشمن کی صفوں میں گھسے ہوئے دو مجاہدین نے اپنے پوسٹ کے کمانڈر اور چھ اہلکاروں کو ہلاک کر ڈالا۔ 5مارچ کو بھی اسی نوعیت کی ایک کارروائی میں دو فوجی ہلاک ہو گئے۔

7مارچ کو ہلمند ضلع گریشک میں قندہار ہرات شاہراہ پر فوجیوں کی ایک چیک پوسٹ پر فدائی حملہ ہوا۔ یہ حملہ اس وقت ہوا جب علاقے بھر کی پوسٹوں کے کمانڈر وہاں کسی اجلاس کے لیے جمع ہوئے تھے۔ اس حملے میں 17 فوجی ہلاک، 11 زخمی اور 6 فوجی گاڑیاں مکمل طور پر تباہ ہو گئیں۔

8 مارچ کو رات گئے مجاہدین نے بدخشان ضلع وردوج میں اربکیوں کی ایک چیک پوسٹ پر حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں پوسٹ پر مکمل قبضہ کیا گیا۔ اس حملے میں 6 اربکی ہلاک ہو گئے۔ انتظامیہ نے کہا ہے کہ اس جنگ میں تین اربکی ہلاک اور تین زخمی ہو گئے ہیں۔

8مارچ کو ہلمند ضلع سنگین کے ضلع ساروان کلا کے مختلف علاقوں میں دشمن کی 4 پوسٹیں فتح کر ڈالیں۔ ان جنگوں میں 15 فوجی ہلاک اور 18 زخمی ہو گئے۔ مجاہدین نے بڑی تعداد میں مختلف اقسام کا اسلحہ غنیمت میں حاصل کیا۔ اسی رات اور اس کے اگلے روز 5 دیگر چیک پوسٹیں فتح ہو گئیں اور دشمن کی فوجی گاڑیاں بھی تباہ ہو گئیں۔ جس میں درجنوں فوجی ہلاک و زخمی ہوئے۔

9مارچ کو کابل انتظامیہ چاہتا تھا کہ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان میں انار خیلو کے علاقے میں آپریشن کریں۔ اس آپریشن کے دوران جنگ چھڑ گئی۔ یہ لڑائی 13 گھنٹے تک جاری رہی جس میں 24 فوجی، پولیس اور اربکی ہلاک ہو گئے دیگر کئی فوجی زخمی ہو گئے۔

10 مارچ کو ہلمند ضلع سنگین میں رات کے 11 بجے دشمن پر حملہ ہوا جو 2 گھنٹے تک جاری رہا۔ اس حملے میں دشمن کی 3 فوجی گاڑیاں تباہ اور 12 فوجی ہلاک ہو گئے۔

11 مارچ کو ہلمند ضلع مارجہ کے ترخ ناورہ میں دشمن سے شدید لڑائی ہو گئی جس میں دشمن کی پانچ گاڑیاں تباہ اور 12 فوجی ہلاک ہو گئے۔

12 مارچ کو دایکنڈی ضلع گیزاب میں شروع ہونے والا آپریشن 13 دن بعد ختم ہو گیا۔ اس آپریشن میں 24 فوجی ہلاک، 25 فوجی زخمی، 4 ٹینک اور 2 گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔

12 مارچ کو تخار حکام نے کہا ہے کہ مجاہدین کے حملے میں 7 اربکی ہلاک ہو گئے۔ یہ اربکی اس وقت ہلاک ہوئے جب وہ قندوز کے ضلع دشت ارچی سے تخار کے خواجہ غار کے راستے پر تھے۔ راستے میں مجاہدین کے گھات حملے کا شکار ہو گئے۔

13 مارچ کو صبح 3 بجے غزنی ضلع ہیک کے عالم کلا کے علاقے میں اربکیوں کی چیک پوسٹ پر حملہ ہوا جو صبح تک جاری رہا۔ اس حملے میں 7 اربکی ہلاک ہو گئے۔ پوسٹ پر قبضہ ہوا اور وہاں موجود سارا اسلحہ غنیمت میں حاصل کیا گیا۔

یکم مارچ کو صوبہ اروزگان کے ضلع ترینکوٹ اور گیزاب کے درمیان شاہراہ پر واقع علاقے خلج میں کابل انتظامیہ کے فوجیوں نے آپریشن کرنا چاہا۔ آپریشن کے آغاز کے ساتھ ہی ان کے ساتھ جنگ چھڑ گئی جو 14 مارچ تک جاری رہی۔ انتظامیہ کوئی پیش رفت نہ کر سکی۔ اس جنگ میں دشمن کے درجنوں فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

13 مارچ کو ہلمند کے مرکز لشکر گاہ کے قریب قلعہ سنگ کے علاقے میں انتظامیہ کے فوجیوں سے شدید لڑائی ہو گئی۔ یہ جنگ جو صبح شروع ہوئی تھی سہ پہر تک جاری رہی جس میں ایک ظالم کمانڈر مسعود سمیت 10 پولیس اہلکار ہلاک اور کئی زخمی ہو گئے۔ ہلاک ہونے والے اہلکاروں کی لاشیں دیر تک میدان جنگ میں پڑی رہیں۔ اس جنگ میں مجاہدین نے دشمن کا بہت سارا اسلحہ غنیمت میں حاصل کر لیا۔

13 مارچ کو قندہار ضلع دامان میں مثمالی کے علاقے میں دشمن کی پوسٹ پر حملہ ہوا۔ اس جنگ میں پوسٹ پر موجود تمام فوجی ہلاک ہو گئے۔ کمک کے لیے آنے والے فوجیوں پر بھی حملہ کیا گیا جس میں ایک رینجر گاڑی تباہ ہو گئی اور اس میں سوار 5 فوجی ہلاک ہو گیا۔ اس جنگ میں بھی مجاہدین کو غنیمت میں اسلحہ اور اہم وسائل ہاتھ آئے
۔

14 مارچ کو صبح سویرے مجاہدین نے غزنی ضلع اندڑ میں گنڈھیر گاؤں میں اربکیوں کی پوسٹ پر حملہ کیا اور گاؤں کے آس پاس بارودی سرنگ بچھا دیے۔ اربکیوں کا مشہور ظالم کمانڈر ولی محمد اپنے مسلح ساتھیوں کے ساتھ گنڈھیر پوسٹ کی کمک کے لیے آتے ہوئے اس بارودی سرنگ کا شکار ہو کر ہلاک ہو گیا۔ ولی محمد ضلع اندڑ کے پہلے اربکی کمانڈروں میں سے تھا۔ ان کے مظالم پورے علاقے میں مشہور تھے۔

15 مارچ کو فاریاب ضلع المار میں فاریاب کے گورنر کی کانوائے پر حملہ کیا گیا جس میں کمانڈر حیات اللہ سمیت 8 افراد ہلاک اور کئی دیگر زخمی ہو گئے۔

15 مارچ ہی کو پکتیکا ضلع شخیل آباد کا پولیس چیف اپنے تین محافظوں سمیت بارودی سرنگ کا شکار ہو کر ہلاک ہو گیا۔ ان کی گاڑی پر دھماکہ ضلع یحیی خیل کے گاؤں چمبر کلی میں ہوا۔

15 مارچ کو ہلمند ضلع لشکر گاہ کے قریب باغرانیانو کے علاقے میں مجاہدین اور دشمن کے درمیان صبح سویرے لڑائی شروع ہو گئی۔ جو سہ پہر تک جاری رہی۔ اسی روز اسی علاقے اور ایک لڑائی ہوئی جو شام سورج ڈھلنے تک جاری رہی۔ اس لڑائی میں 23

فوجی ہلاک اور 13 زخمی ہوگئے۔ جنگ میں ہلاک ہونے والے فوجیوں کی لاشیں بہت دیر تک میدان میں پڑی رہیں۔

16 مارچ کو ہلمند ضلع لشکر گاہ کے قریب قلاچہ کے علاقے میں فدائی حملہ ہوا۔ اس فدائی حملے میں 9 فوجی ہلاک اور سیکرٹری شائستہ خان سمیت 5 فوجی زخمی ہوگئے۔ یہ فدائی حملہ کرولا گاڑی کے ذریعے کیا گیا۔ جسے بارودی مواد سے بھر دیا گیا تھا۔ اسی روز یعنی 16 مارچ ہی کو پکتیکا کے مشہور ظالم اربکی کمانڈر عزیز اللہ کاروان اپنے 6 محافظوں سمیت ایک بم دھماکے میں ہلاک ہوگیا۔ ان کا ٹینک وازیخیلو کے علاقے گواشتی میں بارودی سرنگ کا شکار ہوگیا۔

16 مارچ کو رات گئے مجاہدین نے ہلمند کے مضافاتی علاقے میں دشمن کے ایک مرکز اور چند پوسٹوں پر وسیع پیمانے پر حملہ کیا۔ چار گھنٹے تک جاری اس جنگ میں مرکز اور 5 پوسٹیں فتح ہوگئیں اور 20 فوجی ہلاک ہوگئے۔ کئی فوجی زخمی ہوگئے۔ بعد ازاں علاقے میں کمک کے لیے فوج آئی جن سے مجاہدین کی جھڑپیں ہوئیں۔ مدد کے لیے آنے والی فورس کی ایک بکتر بند گاڑی بارودی سرنگ کا نشانہ بنی۔

16 مارچ کو رات گئے تین روزہ جنگ اختتام کو پہنچی جو ننگرہار ضلع خوگیانو اور شیر زادو میں شروع ہوئی تھی۔ اس میں بڑی تعداد میں اربکیوں، سپیشل فورس اور آرمی کے اہلکاروں نے شرکت کی تھی۔ تین دن کی جنگ میں شیر زادو میں ان کے 13 فوجی ہلاک اور 24 زخمی ہوگئے۔ چھ ٹینک اور گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔ خوگیانو میں بھی 9 فوجی ہلاک اور 18 زخمی ہوگئے۔ خوگیانو میں لڑائی اور بم دھماکوں میں 2 رنجر گاڑیاں 2 ٹینک تباہ ہوگئے۔ اور دشمن 17 مارچ کو رات 1 بجے کے وقت طیارے میں فرار ہوگئے۔

17 مارچ کو دایکنڈی ضلع کجران میں پولیس چیف حبیب حسینی بارودی سرنگ کے دھماکے شدید زخمی ہوگئے۔ ایک پولیس اہلکار اس دھماکے میں ہلاک ہوگیا۔ یہ دھماکہ ضلع کجران کے علاقے تنگی میں ہوا۔

18 مارچ کو ہلمند کے مرکز لشکر گاہ میں کابل انتظامیہ کے صوبائی سیکرٹریٹ پر فدائی حملہ کیا گیا۔ اس حملے میں درجنوں کی تعداد میں اعلی سطحی حکام ہلاک ہوگئے۔ فدائی حملہ جو مزدا ٹرک کے ذریعے کیا گیا تھا اس میں 1000 کلو دھماکہ خیز مواد رکھا گیا تھا۔ یہ حملہ ایسے وقت میں ہوا جب سیکرٹریٹ میں اجلاس جاری تھا۔ حملے میں صوبائی اعلی سطحی افسر عبد الغفار، انٹیلجنس سیکرٹری میر حمزہ، خواتین امور کی سربراہ جمیلہ نیازی، میئر فضل صافی، جلب وجذب سیکرٹری، صوبائی مالیاتی ناظم محی الدین، صوبائی حکومت کے ترجمان عمر زواک، زراعت کے سربراہ رفیع اللہ اور دیگر کئی بڑے بڑے حکام ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

17 مارچ کو کابل کے چھٹے زون میں علی مردان کے علاقے میں ایک تیکنیکی حملے میں اروزگان کے پولیس سربراہ کمانڈر مطیع اللہ جو مظالم میں مشہور تھے ہلاک ہوگئے۔ مطیع اللہ جو اروزگان میں استعمار کے نام سے مشہور تھے امریکیوں کے انتہائی قریبی ساتھی تھے اور ان کے انتہائی وفادار غلام تھے۔

18 مارچ کو ہلمند ضلع سنگین میں دشمن کی فوج میں موجود ایک مجاہد نے فائرنگ کر کے کمانڈر اور تین پولیس اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔

21 مارچ کو مجاہدین نے فاریاب ضلع اندخوئی کے علاقے دشت لیلی میں ظالم اور قاتل جنرل مالک کے پانچ قریبی ساتھی ہلاک ہوگئے۔

22 مارچ کو ہرات ضلع شنڈنڈ میں دشمن کے اہداف پر وسیع حملے ہوئے جس میں کئی فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

21 مارچ کو غزنی ضلع شلگر میں انتظامیہ کے فوجیوں، پولیس اور اربکیوں نے مشترکہ آپریشن شروع کر دیا۔ آپریشن کا آغاز ہوتے ہی مجاہدین نے بھی لڑائی شروع کر دی جس میں دشمن کی کئی گاڑیاں اور ٹینک تباہ ہوگئے۔ اور دشمن کو رہائشی علاقوں میں آنے سے روک دیا۔ دشمن جو مجاہدین کے خوف سے گاؤں میں داخل نہ ہوسکا اس نے گاؤں پر مارٹر اور توپ کی گولہ باری شروع کر دی۔ جس میں کئی عام لوگ شہید اور زخمی ہوگئے۔

24 مارچ کو ہلمند ضلع نوزاد میں پولیس ہیڈ کوارٹر پر گولہ باری کی گئی جس میں بہت سے فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے اور پولیس سربراہ اپنے باقی ماندہ فوجیوں کے ساتھ فرار ہوگیا۔

24 مارچ کو فاریاب ضلع چہل گزی میں انتظامیہ سے لڑائی ہوگئی جو اگلے دن تک جاری رہی۔ اس جنگ میں دشمن کے 4 ٹینک تباہ، 20 پولیس اہلکار ہلاک اور کئی زخمی ہوگئے۔

26 فروری کو فاریاب ضلع المار میں اربکیوں کی پوسٹ پر ہونے والے حملے میں اربکیوں کا کمانڈر ہلاک ہوگیا اور 5 اربکی اپنے اسلحہ سمیت زندہ پکڑے گئے۔

26 مارچ ہی کو رات گئے پکتیکا کے ضلع میٹاخان میں اربکیوں کا مشہور کمانڈر موسی خان اپنے ساتھیوں سمیت بارودی سرنگ کا شکار ہوگیا۔

28 مارچ کو غزنی کے مرکز میں پہلے زون کا سربراہ ہلاک ہوگیا۔ اسی روز ہلمند ضلع نادہ میں اربکیوں کا مشہور کمانڈر گل آغا ہلاک ہوگیا۔

29 مارچ کو ہلمند ضلع موسی کلا میں دشمن کی دو پوسٹیں فتح ہوگئیں۔ کمانڈر سمیت 17 فوجی ہلاک ہوگئے اور بہت سا اسلحہ غنیمت میں پکڑا گیا۔

29 مارچ کو کابل انتظامیہ سے متعلق وزارت دفاع کا اعلی سطحی افسر مزار شریف میں

ہلاک ہوگیا۔

29 مارچ ہی کو کابل میں شاہ شہید کے علاقے میں نام نہاد عوامی جرگے کے ممبر گل باچا مجیدی پر فدائی حملہ ہوا جس میں وہ اپنے ساتھیوں سمیت زخمی ہوگئے۔

بلمند میں دشمن کی شکست کے بعد ان کا فرار:

15 فروری کو دشمن نے بہت کروفر سے بلمند میں مجاہدین کے خلاف آپریشن شروع کردیا۔اس آپریشن میں دشمن کے 7000 فوجی شریک تھے۔انہیں بیرونی قوتوں کی حمایت اور مدد بھی حاصل تھی۔44روز کی لڑائی کے بعد دشمن کا آپریشن ناکام ہوگیا اور 29 مارچ کو دشمن علاقے سے فرار ہونے پر مجبور ہوگیا۔

بلمند میں 44روزہ کارروائی کے بعد دشمن کے سینکڑوں فوجی اور پولیس ہلاک ہوگئے اور سینکڑوں زخمی ہوگئے۔ ان آپریشن میں دشمن کی سینکڑوں گاڑیاں تباہ ہوگئیں اور بڑی تعداد میں فوجی گاڑیاں اور دیگر وسائل سمیت بھاری مقدار میں اسلحہ ان سے غنیمت میں حاصل کیا گیا۔

دشمن کا اعتراف شکست اور مجاہدین کا اعتراف:

گذشتہ ماہ کے اوائل میں امریکا کے قومی سلامتی کے جنرل کمانڈر جیمز کلیپر نے کہا" طالبان ماضی کی بنسبت بہت طاقتور ہوگئے ہیں۔اور رواں سال کے آخر تک افغانستان کے بہت سارے علاقے ان کے قبضے میں آجائیں گے۔ انہوں نے بلومرگ ویب سائٹ سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ بیرونی افواج کے انخلاء کے بعد افغان فوجیوں میں طالبان سے مقابلے کی قوت نہیں ہے۔ ان کے بقول افغانستان کی افواج کو ابھی چند سال اور بیرونی فوجیوں کی ضرورت ہے۔جیمز کے بقول امریکا اور عالمی اداروں کے تعاون کے بغیر کابل انتظامیہ ایک دن بھی نہیں رہ سکے گی۔

23 مارچ کو کابل کی مشترکہ انتظامیہ کے وزیر داخلہ نورالحق علوی نے عوامی جرگہ کے متعلقہ اجلاس کے آخری روز سوالات کے جوابات دیتے ہوئے کہا کہ کچھ صوبوں میں طالبان کی کارروائیاں بڑھ گئی ہیں۔ انہوں نے صوبوں کے نام ظاہر نہیں کیے مگر کہا کہ طالبان نے اپنی کارروائیاں تیز کردی ہیں۔علوی نے طالبان کی پیش رفت کا شدید خدشہ ظاہر کیا۔

27 مارچ کو زابل انتظامیہ نے اعتراف کیا کہ مجاہدین روزانہ کابل قندہار شاہراہ پر گھنٹوں گھنٹوں کھڑے رہتے ہیں اور گاڑیوں کی تلاشی لیتے ہیں۔انتظامیہ کو اس کی خبر ہوتی ہے مگر اس کے باوجود وہ جاکر ان سے لڑ نہیں سکتے۔زابل حکام نے کہا ہے کہ اس صوبے میں طالبان بہت مضبوط ہوگئے ہیں اور دن بدن ان کی قوت بڑھ رہی ہے۔ ایک اعلی سطحی افسر نے بتایا کہ مجاہدین جب شاہراہ پر آتے ہی انتظامیہ کو دھمکیاں دینے لگ جاتے ہیں اور فوج کو پیغام بھیجوادیتے ہیں کہ اگر لڑنا ہے تو فلاں علاقے میں آجاو مگر فوج خوف کے باعث جانے سے گریز کرتی ہے۔

25مارچ کو دایکنڈی کے حکام نے کہا ہے کہ اس صوبے کے ضلع کجران میں طالبان بہت مضبوط ہوگئے ہیں اور مسلسل حملوں کے باعث ہوسکتا ہے اس ضلع پر قبضہ کریں۔

دشمن کے آپس کے اختلافات:

21 مارچ کو کابل انتظامیہ کے دونوں سربراہان اشرف غنی اور عبداللہ کے درمیان امریکا کے دورے سے قبل اس دورے کے متعلق شدید اختلافات سامنے آئے۔کہا جاتا ہے کہ عبداللہ کو امریکا میں ہونے والی ملاقاتوں کے حوالے سے اعتراضات تھے۔ پروگرام کے مطابق اوبامہ چاہتا تھا کہ صرف اشرف غنی سے ملاقات کرے مگر عبداللہ کا کہنا تھا کہ اوبامہ کو اس سے بھی ملاقات کرنی چاہیے۔اسی لیے وہ امریکا کے دورے پر زیادہ خوش نہیں تھے۔مگر بعد میں فیصلہ ہوا کہ امریکا کے قومی سلامتی کے مشیر سوزان رائس عبداللہ سے ملاقات کریں گے۔

اظہار رائے کی آزادی اور صحافیوں پر تشدد:

15 مارچ کو سرپل شہر میں صوبائی گورنر کے محافظ پولیس اہلکاروں نے 2 صحافیوں کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ آزاد صحافی یعقوب علی اور آریانہ ٹی وی کی رپورٹر اتیلا نوری پر پولیس کی جانب سے شدید تشدد کیا گیا۔ دونوں صحافیوں نے کہا کہ سرپل حکام کی جانب سے صحافیوں کے ساتھ ناروا سلوک کیا جاتا ہے۔اتیلا نوری نے کہ ایک خبر کی جانب سے انہیں تین مرتبہ اٹھایا گیا ہے اور کئی کئی بار انہیں مارنے کی دھمکیاں دی

---

13 مارچ کو افغانستان میں ہلاک ہونے والے برطانوی فوجیوں کی یاد میں لندن میں تقریب منعقد ہوئی۔ ان مراسم کے حوالے سے گارڈین لکھتا ہے: افغانستان اور انگریز کی لڑائی کے بعد یہ تیرہ سالہ جنگ افغانستان اور انگریز کی چوتھی جنگ سمجھی جاتی ہے۔ اخبار کے مطابق یہ جنگ گذشتہ جنگوں کی طرح آسان نہیں تھی۔

گارڈین کا کہنا تھا کہ افغانستان کی جنگ سے حاصل کیا گیا اور وہ زخم جو یہ جنگ دے کر گیا کبھی بھلانے کے قابل نہیں۔ اخبار مزید لکھتا ہے: برطانیہ نے اپنی تاریخ میں کبھی ایسا دن نہیں دیکھ سکے گا کہ جب وہ افغانوں اور انگریزوں کی چوتھی جنگ کی فتح منائے گا۔ کیوں کہ یہ جنگ برطانیہ ہار چکا ہے۔ اخبار نے آخر میں لکھا ہے کہ افغانستان کی جنگ اختتام کو ضرور پہنچی ہے مگر اسے بھلانا نہیں چاہیے۔

گئی ہیں۔ نوری کا کہنا ہے کہ گذشتہ ماہ پولیس کمانڈر نے جمیل نامی ایک صحافی کو اپنے اہل خانہ کے سامنے شدید تشدد کا نشانہ بنایا۔ یعقوب علی کا کہنا تھا کہ ایسا پہلی بار نہیں ہورہا کہ صحافیوں کو مارا پیٹا جارہا ہے بلکہ کئی کئی بار حکومتی اہلکاروں کی جانب سے صحافیوں پر تشدد کیا گیا ہے اور اور انہیں غلیظ گالیاں سنائی گئی ہیں۔

19 مارچ کو افغانستان کے آزاد میڈیا کے تعاون کے ادارے نے کہا ہے کہ سختیوں اور مظالم کے حوالے سے گذشتہ سال صحافیوں کے لیے ماضی کی بنسبت زیادہ شدید رہا۔ ادارے نے کہا کہ گذشتہ سال صحافیوں پر تشدد کے 116 واقعات رپورٹ ہوئے۔ ادارے نے کہا ہے کہ اس سال ماضی کی بنسبت صحافیوں پر تشدد کے واقعات میں 60 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ گذشتہ سال 6 صحافی مارے گئے۔ 9 زخمی ہوگئے۔ 16 صحافیوں کو گرفتار کرکے جیلوں میں ڈالا گیا۔ 18 صحافیوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ 47 افراد کو جان سے مارنے کی دھمکیاں دی گئیں۔ یہ تمام کے تمام واقعات تقریبا حکومت کی جانب سے ہی پیش آئے۔

28 مارچ کو زابل پولیس نے آزاد میڈیا تنظیم کے صوبائی سربراہ اور صحافی احمد ولی سرحدی کو شدید تشدد کا نشانہ بنایا۔ پولیس نے تشدد میں مذکورہ صحافی کی ٹانگیں، پسلیاں اور دانت توڑ دیے ہیں۔

29 مارچ کو پولیس نے غور قومی ٹی وی کے ایک صحافی میر احمد مدقق کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ ٹی وی چینل کے صوبائی سربراہان کا کہنا ہے کہ مذکورہ صحافی کو پولیس اس وقت تشدد کا نشانہ بنایا جب وہ پولیس کی تیز رفتار گاڑی کی ٹکر سے زخمی ہونے والے شخص کی عکاسی اور رپورٹنگ کررہے تھے۔

غور قومی ٹی وی کے سربراہ علاء الدین محمد نے کہا ہے کہ میر احمد مدقق کو پولیس نے اس واقعہ کی رپورٹنگ اور عکاسی پر شدید تشدد کا نشانہ بنایا اور گالیاں دیں۔ پولیس نے ایک اور شخص کو بھی مارا پیٹا جس نے مدقق کو پولیس کی تشدد سے بچانے کی کوشش کی تھی۔

31 مارچ کو صحافیوں کی قومی تنظیم نے اعلان کیا کہ انتظامیہ کے ہراساں کرنے پر تین صحافیوں نے اپنے شہر چھوڑ دیے ہیں۔ تنظیم نے کہا ہے کہ دو صحافی سرپل میں پولیس کی جانب سے تشدد کا نشانہ بنائے گئے۔ بعد ازاں انہیں جان سے مارنے کی دھمکیاں دی گئیں جس پر ان دونوں کو اپنا شہر چھوڑ کر کابل جانا پڑا۔ ایک صحافی زابل میں پولیس کی تشدد سے شدید زخمی ہوگئے۔ پولیس کی دھمکیوں کے باعث انہیں قندہار جانا پڑا۔ تنظیم نے کہا ہے کہ حال میں کابل انتظامیہ کی جانب سے صحافیوں پر تشدد کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے۔

انتظامیہ کی جانب سے اسلامی شعائر کی بے احترامی:

5 مارچ کو سول سوسائٹی کے نام سے چند بے دین افراد نے دارالحکومت کابل میں حجاب کے خلاف مظاہرہ کیا۔ 20 کے قریب مردوں نے حجاب اوڑھے ہوئے تھے۔ پل سرخ کے چوراہے سے انسانی حقوق کمیشن کے دفتر تک حجاب کے خلاف ریلی نکالی۔ ان کا کہنا تھا کہ حجاب کو خواتین پر مسلط کیا گیا ہے۔ مگر ان بے دین لوگوں کے مظاہروں سے لوگوں میں اس کے برعکس رد عمل بیدار ہوا اور لوگوں نے ان اسلام دشمن مظاہروں کی مذمت کی۔

20 مارچ کو ذرائع نے خبر دی کہ ننگرہار ضلع غنی خیل میں نیشنل آرمی نے گذشتہ ہفتے کے آپریشن کے دوران قرآن کریم کو کلہاڑیوں سے مارا اور اس اہانت کی۔

غنی خیل میں لوگوں نے کہا ہے انتظامیہ کے اہلکاروں نے قرآن کریم کو کلہاڑی مار مار کر شہید کردیا اور اس کی ورقیں پھاڑ ڈالیں نعوذ باللہ۔ جس کے بعد لوگ اپنا احتجاج ریکارڈ کروانے ننگرہار گورنر کے پاس گئے۔

جیلیں یا وحشت کے مراکز:

6 مارچ کو رات گئے نیمروز کی مرکزی جیل میں پولیس اور قیدیوں کے درمیان لڑائی ہوگئی۔ جس میں دو قیدی شہید ہوگئے۔ کہا جاتا ہے کہ اس واقعے کے دوروز قبل زرنج مرکزی جیل میں جیل کے ایک افسر نے قرآن کریم اور دینی کتابوں کی بے حرمتی کی۔ جس کے جواب میں قیدیوں نے پولیس افسر کو زدوکوب کیا۔ اس واقعے کے دوروز بعد قرآن کریم کی اسی گستاخی کے رد عمل میں قیدیوں نے ایک اہلکار سے اسلحہ چھین کر اہلکاروں پر فائرنگ کردی اور وہاں موجود جیل سپرنٹنڈنٹ سمیت چھ اہلکاروں کو ہلاک کردیا۔

8 مارچ کو جوزجان کے مرکزی جیل کے حکام نے قیدیوں کو وہاں سے منتقل کرکے بگرام جیل لے جانا چاہا جس پر قیدیوں نے مزاحمت کی۔ پولیس نے قیدیوں پر فائرنگ کرکے اور 5 قیدیوں کو شہید اور 16 کو زخمی کردیا۔ قیدیوں نے بھی پولیس پر حملہ کردیا۔ جس میں 3 پولیس اہلکار ہلاک اور 6 زخمی ہوگئے۔

25 مارچ کو ہلمند کی مرکزی جیل میں پولیس اور قیدیوں کے درمیان جھڑپیں ہوئیں۔ پولیس قیدیوں کو ہلمند کی مرکزی جیل سے بگرام منتقل کرنا چاہ رہی تھی جس پر قیدیوں منتقلی سے انکار کیا اور مزاحمت کردی۔ اس مزاحمت پر پولیس نے فائرنگ کردی۔

28 مارچ کو ذرائع ابلاغ نے خبر دی ہے کہ ہلمند کی صوبائی مرکزی جیل میں سینکڑوں قیدیوں نے بھوک ہڑتال کردی۔ قیدیوں کا کہنا تھا کہ انہیں کئی سالوں سے بند تاریک بیرکوں کمروں میں رکھا گیا اور انہیں کسی طرح کے کوئی حقوق نہیں دیے

جاتے۔ جس کی وجہ سے انہوں چار دنوں سے بھوک ہڑتال کر رکھی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ درجنوں قیدیوں نے اپنے ہونٹ بھی سی لیے تھے۔ جیلوں کا دورہ کرنے والی انسانی حقوق کی تنظیموں کے نمائندوں اور کابل انتظامیہ کی صوبائی اسمبلی کے ارکان کے دورے کے بعد انہوں نے خود بھی یہ بات تسلیم کرلی تھی کہ وہاں قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا جاتا ہے۔

28 مارچ کو ذرائع ابلاغ نے خبر دی ہے کہ پروان کی مرکزی جیل میں 20 خواتین نے اپنے ہونٹ سی کر احتجاج کیا ہے۔ تین دن سے اپنے منہ سی کر بیٹھنے والی خواتین کا کہنا تھا کہ ان کے قید کی مدت میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں لائی جاتی اور نہ انہیں رہائی دی جاتی۔

لوٹ مار اور چوری:

مارچ کے اوائل میں قندہار کے شہریوں نے اپنی شکایتوں کا ایک بار پھر اعادہ کیا ہے۔ کہ اس صوبے میں انتظامیہ کی پولیس اور حکام چوری میں ملوث ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ راتوں کو چور دیواریں پھلانگ کر گھروں میں داخل ہوتے ہیں۔ راستوں میں گاڑیاں، موٹر سائیکلیں چھین لیتے ہیں۔ نقدی، زیور کی لوٹ مار اور چوری کے ساتھ ساتھ اغوا برائے تاوان کے واقعات بھی روز کا معمول بن چکے ہیں۔ قندہار کے شہریوں کے بقول ان تمام چوری کی وارداتوں میں پولیس بالواسطہ یا بلاواسطہ شریک اور دخیل ہے۔ گذشتہ فروری کے مہینے میں بھی قندہار کے شہریوں کی یہ شکایت رہی کہ پولیس چوری میں ملوث رہی ہے۔

12 مارچ کو ننگرہار یونیورسٹی کے اساتذہ اور طلبہ کے وظائف اور تنخواہوں کی 18.9 ملین افغانی کرنسی کی رقم ضلع سرہ رود کے نظر آباد کے علاقے میں چوری ہوگئی۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ اس چوری میں انتظامیہ سے متعلق پولیس اور حکام کا ہاتھ ہے۔

21 مارچ کو غزنی میں پولیس نے آپریشن کا آغاز کر دیا۔ لوگوں نے شکایت کی کہ اس آپریشن کے بہانے پولیس اور اربکی لوگوں کے گھروں میں گھس کر ان سے چوری کرتے ہیں۔ پولیس اور ملیشیا کے اہلکار خواتین کے زیورات بھی چوری کر کے لے جاتے ہیں۔

14 فروری کو فراہ کے کئی دکانداروں نے شکایت کی کہ شہری انتظامیہ ان سے بھتہ لیتی ہے اور بھتہ نہ دینے پر انہیں طرح طرح سے پریشان کیا جاتا ہے۔

انتظامیہ کے جرائم :

3 مارچ کو تخار کے مرکز تالقان میں پولیس نے اپنی رینجر گاڑی سے ایک کرولا گاڑی کو ٹکر ماردی۔ اس واقعے میں عام شہریوں میں سے ایک شخص شہید اور 9 زخمی ہوگئے۔ عینی شاہدین نے کہا کہ واقعہ پولیس کی گاڑی چلانے والے ڈرائیور کی حد درجہ غفلت اور بے احتیاطی کا نتیجہ تھا۔

9 مارچ کو فاریاب ضلع قیصار کے لوگوں نے اربکیوں کے خلاف مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے فاریاب مرکز میں کہا کہ اربکی زبردستی لوگوں سے بھتہ لیتے ہیں اور لوگوں پر مظالم ڈھاتے ہیں۔

10 مارچ کو کابل کے ہمزنگ کے علاقے میں عوامی جرگے (قومی اسمبلی) کے ایک رکن اقبال صافی کوہستانی نے اپنی بلٹ پروف گاڑی سے ایک ٹیکسی کو ٹکر مار کر شہید کر دیا۔ ٹیکی ڈرائیور کو مارنے کے بعد زخمی حالت میں چھوڑ کر صافی وہاں سے فرار ہوگیا۔ جسے بعد ازاں دیگر لوگوں نے وہاں سے ہسپتال منتقل کیا اور اس نے راستے میں جان دیدی۔

11 مارچ کو داخلی فوجیوں نے ننگرہار غنی خیل میں کئی گھروں پر چھاپے مارے جس میں 6 مقامی افراد شہید ہوگئے اور دو خواتین سمیت کئی افراد زخمی ہوگئے۔ یہ آپریشن جو رات کو 3 بجے شروع ہوا تھا اگلے دن شام تک گاؤں گلائی میں جاری رہا۔

11 مارچ کو ہلمند ضلع مارجہ کے ترخ ناور علاقے میں فوجیوں کے مارٹر حملے سے ایک خاتون، ایک معمر شخص اور ایک بچہ زخمی ہوگئے۔

12 مارچ کو نیشنل آرمی کے اہلکاروں نے غزنی ضلع گیرو میں ایک دیہاتی شخص کو شہید کر ڈالا۔ ضلع گیرو کے علاقے فنی کے رہائشی محمد حکیم کو اس وقت شہید کر دیا گیا جب وہ نماز پڑھنے جارہا تھا۔ 2 مارچ کو صوبہ غزنی کے مرکز میں پولیس نے ایک نوجوان کو بلا کسی وجہ کے شہید کر ڈالا۔ عبدالحکیم نامی اس نوجوان کو غزنی شہر میں بابا حیدری مسجد کے قریب فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ 16، 17 مارچ کو صوبہ جوزجان ضلع قرنین میں پولیس نے مظاہرین پر فائرنگ کر کے 6 افراد کو شہید اور 20 کو زخمی کر دیا۔ 16 مارچ کو ضلع قرنین میں ایک جنگل اور زمین کے تنازع کے مسئلے پر کچھ لوگوں نے مظاہرہ کیا۔ جس پر پولیس نے فائرنگ کر دی۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ

> گذشتہ مارچ کے مہینے میں امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد، جلب وجذب کمیشن کی کوششوں سے اور علاقائی مجاہدین کے تعاون سے 271 اعلی سطحی حکام، فوجی اور دیگر کارکن حقائق کا ادارک کرتے ہوئے کابل انتظامیہ سے نکل کر مجاہدین سے مل گئے۔ یہ افراد جو اپنے ساتھ بہت سا اسلحہ اور بڑے پیمانے پر اہم وسائل لے کر آئے تھے۔ مجاہدین کی جانب سے ان کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ ان کے اس اقدام کی تعریف کے ساتھ ساتھ انہیں انعامات بھی دیے گئے۔

پولیس حکام لوگوں کے درمیان تنازعات کو مزید ہوا دینا چاہتے ہیں۔

23 مارچ کو پولیس نے غزنی میں 6 بچوں شہید اور 10 افراد کو زخمی کر دیا۔ پولیس نے قلعہ قاضی کے علاقے میں کھیل کے میدان پر مارٹر کا گولا پھینکا۔ مارٹر کا گولہ جو پولیس کے علاقے سے فائر کیا گیا تھا جو کھیلتے ہوئے بچوں کے درمیان آ لگا۔ واقعے کے بعد لوگوں نے لاشیں متعلقہ محکمہ کے دفتر کے سامنے شام تک رکھیں تھیں۔

24 مارچ کو رات کے ایک بجے کابل قندہار شاہراہ پر ضلع سید آباد کے ہفت آسیاب علاقے میں پولیس چیک پوسٹوں کے قریب تین مسافر گاڑیوں پر حملہ ہوا، جس میں 13 افراد شہید اور 2 زخمی ہوگئے۔ لوگوں کا کہنا تھا کہ حملہ چیک پوسٹوں کے قریب ہوا۔ موقع پر موجود لوگوں کا کہنا تھا کہ مسافروں پر حملہ پولیس کی جانب سے ہوا ہے

21 مارچ کو غزنی پر شروع ہونے والے آپریشن کے دوران فوج نے انڈر اور ہیک کے اضلاع میں لوگوں کے گھروں پر مارٹر گولے برسائے۔ جہاں عورتوں اور بچوں سمیت بہت سے لوگ ہلاک ہوگئے۔ 25 مارچ کو رات کو پولیس نے ضلع انڈر میں ایک 70 سالہ معمر شخص کو شہید کر ڈالا۔ اسی روز فوجیوں نے ضلع ہیک میں ایک گھر پر مارٹر کا گولہ پھینکا جس میں دو افراد شہید اور چار خواتین اور دو بچے زخمی ہوگئے۔

ہلمند میں شروع ہونے والا آپریشن جو 15 فروری کو شروع ہوا اور 29 مارچ کو دشمن کی شکست سے ختم ہوا۔ اس آپریشن میں دشمن نے عام لوگوں کے 1500 گھر مسمار کر دیں۔ درجنوں باغیچے اور باغ تباہ کر دیے۔ اس آپریشن میں درجنوں عام لوگ شہید اور زخمی ہوگئے۔ 29 مارچ کو غزنی ضلع ہیک اور انڈر میں عمائدین نے غزنی کے مرکز میں مظاہرہ کیا۔ مذکورہ عمائدین کا کہنا تھا کہ انتظامیہ کی جانب سے شروع ہونے والے آپریشن میں انڈر اور ہیک کے اضلاع 70 عام افراد شہید اور زخمی ہوئے ہیں۔ لوگوں کا کہنا تھا کہ فوجی گاؤں اور دیہاتوں کو توپوں سے نشانہ بناتے ہیں ۔ جس میں اب تک 40 افراد شہید اور 30 زخمی ہو چکے ہیں۔ لوگوں نے انتظامیہ سے جلد از جلد اس آپریشن کے خاتمے کا مطالبہ کیا۔ حکام نے بھی یہ بات تسلیم کی ہے کہ فوجیوں کی جانب سے گھروں اور دیہاتوں کو مارٹر کے گولوں اور توپوں سے نشانہ بنایا گیا ہے۔

عوامی نقصانات:

گذشتہ مہینے میں بیرونی جارحیت پسندوں اور کابل انتظامیہ نے ملک کے مختلف علاقوں میں بمباریوں، چھاپوں، مارٹر حملوں اور فائرنگ کے واقعات میں خواتین اور بچوں سمیت 163 افراد شہید جبکہ 139 افراد زخمی ہوگئے ہیں۔ یہ وہ اعداد وشمار ہیں جو ذرائع ابلاغ تک پہنچی ہیں۔ وگرنہ انتظامیہ کی جانب سے گذشتہ ماہ کے دوران ہلاک اور زخمی ہونے والوں کو کل تعداد بہت زیادہ ہے۔

ہتھیار ڈالنے والے فوجی:

گذشتہ مارچ کے مہینے میں امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد، جلب وجذب کمیشن کی کوششوں سے اور علاقائی مجاہدین کے تعاون سے 271 اعلی سطحی حکام، فوجی اور دیگر کارکن حقائق کا ادارک کرتے ہوئے کابل انتظامیہ سے نکل کر مجاہدین سے مل گئے۔ یہ افراد جو اپنے ساتھ بہت سا اسلحہ اور بڑے پیمانے پر اہم وسائل لے کر آئے تھے ۔ مجاہدین کی جانب سے ان کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ ان کے اس اقدام کی تعریف کے ساتھ ساتھ انہیں انعامات بھی دیے گئے۔

افغانستان کے حوالے سے عالمی میڈیا:

13 مارچ کو افغانستان میں ہلاک ہونے والے برطانوی فوجیوں کی یاد میں لندن میں تقریب منعقد ہوئی۔ ان مراسم کے حوالے سے گارڈین لکھتا ہے: افغانستان اور انگریز کی لڑائی کے بعد یہ تیرہ سالہ جنگ افغانستان اور انگریز کی چوتھی جنگ سمجھی جاتی ہے۔ اخبار کے مطابق یہ جنگ گذشتہ جنگوں کی طرح آسان نہیں تھی۔

گارڈین کا کہنا تھا کہ افغانستان کی جنگ سے حاصل کیا گیا اور وہ زخم جو یہ جنگ دے کر گیا کبھی بھلانے کے قابل نہیں۔ اخبار مزید لکھتا ہے: برطانیہ نے اپنی تاریخ میں کبھی ایسا دن نہیں دیکھ سکے گا کہ جب وہ افغانوں اور انگریزوں کی چوتھی جنگ کی فتح منائے گا۔ کیوں کہ یہ جنگ برطانیہ ہار چکا ہے۔ اخبار نے آخر میں لکھا ہے کہ افغانستان کی جنگ اختتام کو ضرور پہنچی ہے مگر اسے بھلانا نہیں چاہیے۔

18 مارچ کو نیویارک ٹائمز نے جنگجو رہنما دوستم کے اس چیخ وپکار کا ذکر کیا ہے جو اس نے کابل انتظامیہ کے سیکورٹی اجلاس میں کی۔ نیویارک ٹائمز لکھتا ہے کہ دوستم کابل کی مشترکہ حکومت کے صدر اشرف غنی اور چیف سیکرٹری حنیف اتمر سے شدید ناراض تھے۔ غصے میں ان کی آواز بلند ہوئی اور انہوں نے کہا کہ اشرف غنی اور حنیف اتمر انہیں کوئی توجہ نہیں دیتے اور انکے مشوروں پر کان نہیں دھرتے۔ دوستم کا کہنا تھا کہ کوئی ان کے سوال کا جواب نہیں دیتا۔

نیویارک ٹائمز لکھتا ہے کہ شروع شروع میں اشرف غنی کا خیال تھا کہ دوستم ایک عہدے پر راضی ہوجائے گا اور انتظامی امور میں دخل نہیں دے گا مگر دوستم کی باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ آئندہ وہ چپ نہیں رہے گا۔

افغان فورسز اپنا قبلہ درست کریں

عبید

افغانستان میں امریکی اور نیٹو افواج کے 13 سالہ جنگی مشن کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو یہ واضح دکھائی دے گا کہ امریکا کے بنائے گئے فرمائشی ادارے پہلے سے زیادہ بوسیدہ اور خستہ حالی کا شکار ہیں۔ ایک طرف نیٹو نے فوجی مشن ختم کر کے باضابطہ طور پر ملک کی سیکورٹی افغان فورسز کے حوالے کر دی ہے۔ دوسری طرف دونوں صدارتی امیدواروں کے مابین اختلافات کی وجہ سے ابھی تک کابینہ نہیں بن سکی ہے۔ موجودہ حکومت کے مطابق ملک کے مالی سال کا بجٹ دو ملین ڈالرز ہے۔ جبکہ دوسری طرف سالانہ کئی ملین ڈالرز صرف اور صرف افغان فورسز کے جنگی اخراجات پر صرف ہو رہے ہیں، لیکن جب انہی افغان فورسز کے گرد طالبان حملوں سے گھیرا تنگ ہوجاتا ہے تو حکومت فضائی تعاون کے لیے اپنے آقا امریکا کے قدموں میں سربسجود ہو جاتی ہے۔ ان کی زبان سے رحم و امداد کی اپیلوں کی سسکیاں سنائی دیتی ہیں۔ پھر امریکی طیارے بموں کی برسات لئے آتے ہیں۔ لیکن مجاہدین ان کی پہنچ سے بہت پہلے حفاظتی مقامات کی جانب کوچ کر جاتے ہیں۔ اس کے بعد افغان آرمی اور پولیس پیش قدمی کرتی ہے۔ اگر طالبان نہ ملیں تو وہ افغان شہریوں کو اپنی نشانہ بازی کے لیے تختۂ مشق بنا لیتے ہیں۔ بعد ازاں میڈیا پر یہ بیان داغ دیا جاتا ہے کہ فرینڈلی اٹیک کے نتیجے میں سیکڑوں دہشت گرد مارے گئے ہیں۔ افغان سیکورٹی فورسز کی اصل صورتِ حال یہ ہے، لیکن "انصاف پسند میڈیا" ایسے واقعات کا کبھی بھی تذکرہ نہیں کرتا۔

اسی طرح نئی آنے والی کابینہ کو دیکھا جائے تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ انہیں مزید اَور کن شرمندگیوں کا سامنا کرنا پڑے گا، کیوں کہ دونوں صدارتی امیدوار اپنے ذاتی مفادات کو مدِ نظر رکھتے ہیں۔ کابینہ کے پچیس وزراء میں سے آدھے اشرف غنی کے اور آدھے عبداللہ کی جانب سے نامزَد کیے جائیں گے۔ اس طریقے سے بننے والے ادارے کی اصلیت سے کون واقف نہیں ہے۔ اس ادارے کے نمائندگان کی چال چلن، اخلاق و کردار اور ان کے اخلاص کی بدولت ملک کا کونہ کونہ شر وفساد کی آماج گاہ بن چکا ہے۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ ان اداروں کے نمائندوں کی ذمہ داری یہی ہے کہ وہ امریکا کی خوشنودگی کو مدنظر رکھتے ہوئے امریکی طیاروں کی بمباری کے بعد میڈیا پر یہ بیان دیں کہ فضائی کارروائی کے نتیجے میں متعدد دہشت گرد مارے گئے ہیں، لیکن انہیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ جنگ کی یہ لہر ملک کے کونے کونے تک پہنچ چکی ہے۔ صوبے تو کیا، ہر علاقے میں افغان آرمی اور پولیس کے مراکز اور چھاؤنیوں پر مجاہدین کی طرف سے تابڑ توڑ حملے جاری ہیں۔ نتیجۃً یہ ممکن ہی نہیں کہ ڈرون طیاروں کے ذریعے ملک کے کونے کونے میں بم برسائے جائیں۔

مطلب یہ ہوا کہ افغان آرمی اور پولیس فضائی مدد کے بغیر مجاہدین کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ روسی افواج کے انخلا کے بعد کے حالات کا موجودہ صورت حال سے موازنہ کیا جائے تو کوئی فرق نظر نہیں آئے گا۔ کیوں کہ روسی افواج کے انخلا کے دوران انہوں نے وافر مقدار میں بھاری اسلحہ، بڑی توپیں، گولہ بارود، ٹینک اور بہت سے جنگی طیارے چھوڑے تھے، لیکن اس کے باوجود کابل کی حکومت ڈھائی سال کے اندر اپنے انجام تک پہنچ گئی تھی۔ اگر موجودہ منظرنامے کو دیکھا جائے تو تاریخ ایک بار پھر خود کو دہرانے جا رہی ہے۔ اب کابل کی بے ضمیر فورسز کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ غیر ملکی امداد اور تعاون کے بل بوتے پر ہمیشہ کے لیے جینا ممکن نہیں ہے۔ وہ دن دور نہیں ہے، جب یہی فوج اور پولیس اپنے ماتھے پر شکست خوردگی کا داغ سجائے مظلوم عوام کے سامنے شرمندہ کھڑی ہو گی۔ مختصر یہ کہ افغان فورسز کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی باقی ماندہ زندگی اسلام کی خدمت اور وطن کی حفاظت میں صَرف کرے۔ اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہا کر توبہ کر لے، تاکہ اس کی دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں۔

جمادی الثانی کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				ملیشیوں کی اموات	ملیشیوں کے زخمی	اہلکاروں کی ہلاکتیں	اہلکاروں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندہار	32	0	0	0	73	17	15	2	3	0
-2	ہلمند	101	1	0	0	215	138	38	0	1	0
-3	غزنی	55	0	0	0	142	124	26	4	7	0
-4	خوست	28	0	0	0	18	14	3	0	0	0
-5	نورستان	5	0	0	0	2	0	0	0	0	0
-6	میدان وردگ	35	0	0	0	37	15	4	0	0	0
-7	کونڑ	61	0	0	0	37	46	8	0	2	0
-8	پکتیکا	19	0	0	0	17	10	3	0	0	0
-9	زابل	125	0	0	0	146	89	29	5	5	0
-10	لوگر	34	0	0	0	33	18	3	0	0	0
-11	کاپیسا	11	0	0	0	26	12	4	0	0	0
-12	روزگان	14	0	0	0	20	8	5	0	1	0
-13	پکتیا	43	0	0	0	39	30	15	0	1	0
-14	فراہ	19	0	0	0	48	51	18	5	15	0
-15	کابل	7	1	0	0	11	3	11	1	1	1
-16	ننگرہار	133	1	0	0	101	141	22	1	0	1
-17	لغمان	37	0	11	0	19	27	4	1	0	0
-18	ہرات	20	0	0	0	16	18	5	0	0	0
-19	نیمروز	5	0	0	0	9	6	1	0	0	0
-20	بادغیس	13	0	0	0	11	6	1	0	2	0
-21	قندوز	32	0	0	0	51	46	7	4	3	0
-22	بغلان	22	0	0	0	36	19	10	1	0	0
-23	فاریاب	35	0	0	0	49	47	11	5	6	0
-24	غور	3	0	0	0	5	6	1	0	0	0
-25	پروان	6	0	0	0	4	5	1	0	0	0
-26	تخار	6	0	0	0	8	8	1	0	0	0
-27	سمنگان	1	0	0	0	0	2	0	0	0	0
-28	بدخشان	14	0	0	0	92	70	2	6	7	0
-29	بامیان	1	0	0	0	5	5	2	0	0	0
-30	بلخ	11	1	0	0	53	49	2	4	0	0
-31	جوزجان	9	0	0	0	32	22	5	1	5	0
-32	دائی کنڈی	4	0	0	0	5	4	1	0	0	0
-33	سرپل	9	0	0	0	25	28	1	6	7	0
-34	پنج شیر	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
مجموعہ		950	4	11	0	1385	1084	259	46	66	2

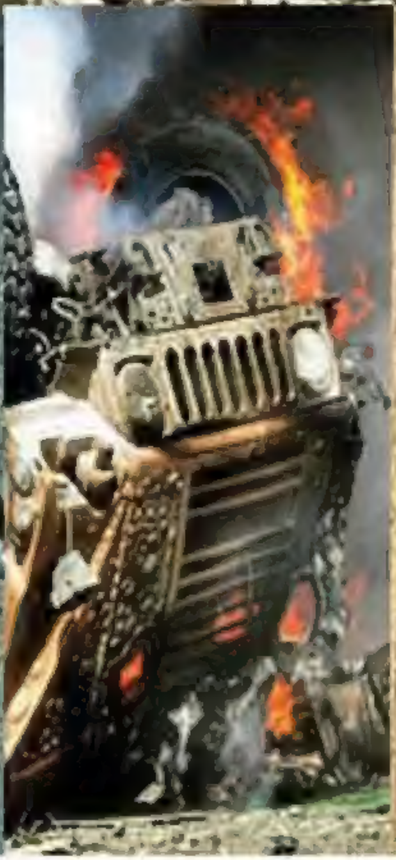

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

4th Year May 2015

نئی فتوحات اور کامیابیوں کی بشارتوں کے ساتھ نکلے ہیں اہل ایمان
نئے عزم کے ساتھ نئے سال میں نئے آپریشن عزم کا آغاز

فرار ہوتے دشمن کے تعاقب اور ان کے کٹھ پتلیوں کے
خلاف سرگرم عمل افغان مجاہدین کو اپنی دعاوں میں یاد رکھیں۔

ادارہ ماہنامہ شریعت